قیامت کی نشانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ ﴾ قَالَ: كَيْفَ اِضَاعَتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ﴿ اِذَا اُسْنِدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ ﴾

[بخاری:٦٤٩٦]

''جب امانت ضائع کی جائے گی اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امانت ضائع کیوں کر ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ذمہ داری (حکومت) ان لوگوں کو دی جائے جو اس کے اہل نہ ہوں تو قیامت کا انتظار کرو۔''

[ابو عمار عبد الرحمٰن بلتستانی]

[ابوعمار عبدالرحمٰن بلتستانی]

قیامت کی چند نشانیاں

﴿ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴾

''لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے آپ کو کیا خبر بہت ممکن ہے قیامت بالکل ہی قریب ہو۔'' [الاحزاب:٦٣]

قیامت آنے میں کوئی شک نہیں لیکن قیامت کب برپا ہوگی اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، ایک دن حضرت جبرئیل امین انسان کی شکل میں تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ قیامت کا علم نہیں رکھتا، البتہ میں تمھیں قیامت کی علامات بتا دیتا ہوں: عورت کا اپنا مالک جننا، ننگے پاؤں پھرنے والوں کا حاکم بننا اور بکریاں چرانے والوں کا بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرنا۔ [مسلم:١٠]

اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب لوگ وعدہ کی پروا نہیں کیا کریں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيْهِ غَرْبَلَةً وَتَبْقٰى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ قَدْ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَتُهُمْ فَاخْتَلَفُوْا وَكَانُوْا هٰكَذَا ؟" وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ قَالُوْا: كَيْفَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: تَاْخُذُوْنَ بِمَا تَعْرِفُوْنَ وَتَدَعُوْنَ مَا تُنْكِرُوْنَ وَتُقْبِلُوْنَ عَلٰى خَاصَّتِكُمْ وَتَذَرُوْنَ اَمْرَ عَوَامِّكُمْ » [ابن ماجة:٣٩٥٧]

''تمہارا کیا حال ہوگا جب ایسا وقت آئے گا کہ نیک لوگ برے لوگوں سے الگ کر لیے جائیں گے اور صرف برے ہی باقی رہ جائیں گے، وعدہ اور امانت خلط ملط ہو جائیں گے (یعنی ان کی پروا نہیں کی جائے گی) لوگ بالکل بگڑ جائیں گے اچھے اور برے لوگ آپس میں یوں مل جائیں گے۔'' اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر ایسا وقت ہم پر آ جائے تو ہم کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے نیکی سمجھو اس پر عمل کرنا جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دینا اور اس وقت اپنے قابل اعتماد لوگوں کے پاس چلے جانا اور دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔'' اسی طرح قیامت کے قریب لوگ حلال وحرام میں تمیز نہیں کریں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ ـ " [بخاری:٢٠٥٩]

''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہیں کرے گا آیا اس نے مال حرام طریقے سے کمایا یا حلال طریقہ سے۔''

قیامت کے قریب آبادیوں کے زمین میں دھنسنے شکلیں مسخ ہونے اور آسمان سے پتھر برسنے جیسے واقعات رونما ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس امت کے آخری لوگوں میں زمین میں دھنسنے، شکلیں مسخ ہونے اور آسمانوں سے پتھروں کی بارش برسنے کے واقعات ہوں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم نیک لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں جب فسق وفجور پھیل جائے گا تو لوگ ہلاک ہوں گے۔'' [ترمذی:٢١٨٥]

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ زنا اور شراب عام ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہیں:
① علم اٹھ جائے گا، ② جہالت چھا جائے گی، ③ زنا عام ہوگا، ④ شراب نوشی عام ہوگی، ⑤ مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی حتی کہ پچاس عورتوں کے لیے صرف ایک مرد نگراں ہوگا۔'' [بخاری:٨٠، ٨١] اللہ ہم سب کو ان فتنوں سے بچائے، آمین۔

فہرست

جواہر پارے	قیامت کی نشانی	(انتخاب: عبدالرحمٰن بلتستانی)	1
کلمۂ طیبہ	قیامت کی چند نشانیاں	(عبدالرحمٰن بلتستانی)	2
اداریہ	اللہ کی سنت اور طریقہ	(حافظ احمد شاکر)	5
ارکان اسلام	رمضان المبارک اور ہمارے اسلاف	(ترجمہ: محمد یحییٰ خلیق)	7
ارکان اسلام	روزہ اور اس کے آداب وشرائط	(فاروق احمد حسینوی)	10
حجیت حدیث	احادیث سے صحابہ کرام کا استدلال (۸)	(مولانا عبدالرؤف رحمانی)	14
سفرنامہ	زیارتِ حرمین اور سفر کویت (۲)	(محمد اسحاق بھٹی)	19
یاد رفتگاں	علامہ محمد بن حسین انصاری الیمانی	(عبدالرشید عراقی)	25
تبصرۂ کتب	تبصرۂ کتب		29
اطلاعات واعلانات	اطلاعات واعلانات		33

فرضیت روزہ

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ﴾ [البقرة: ١٨٥]

''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے، اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینا کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے۔''

آدابِ روزہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

" رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ صِیَامِهِ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ قِیَامِهِ اِلَّا السَّهَرُ ۔"

[ابن ماجه: ١٦٩٠]

''بہت سے روزہ رکھنے والے جن کو سوائے بھوک کے کچھ حاصل نہیں، بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو قیام میں سوائے بیدار رہنے کے کچھ حاصل نہیں۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شب قدر ہے تو میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔[ابن ماجه: ٣٨٥٠]

''اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے۔ پس تو مجھے معاف فرما دے۔''

12 تا 18 ستمبر 2008ء.....(1300).....10 رمضان المبارک 1429ھ

اللہ کی سنت اور طریقہ

اداریـــــــہ حافظ احمد شاکر

امریکا کی سب سے بڑی نفسیاتی بیماری یہ بن چکی ہے کہ وہ دنیا کا بلاشرکت غیرے حاکم بننا چاہتا ہے۔قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں وہ اس وقت **من اشد منا قوة** ''ہم سے طاقتور کون'' کے نشے میں مخمور ہے۔اس لیے وہ اپنے راستے میں آنے والے ہر فرد، ملک اور دین.....یعنی عیسائیت کے مقابل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے۔قانونِ الٰہی سے بے خبر دین وایمان سے محروم لوگ اور ممالک اس کی طاقت، ہیبت، قوت اور.....دنیاوی.....قدرت کو دیکھ کر رشک کرتے اور ویسی حسرت سے آہیں بھرتے ہیں جیسی قارون کو دیکھ کر بنی اسرائیل نے بھری تھیں۔

﴿ **یلیت لنا مثل ما اوتی قارون** ﴾ [القصص:۷۹] ''اے کاش کہ ہو واسطے ہمارے جیسا دیا گیا ہے قارون۔''

جب کہ قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر دنیوی ظاہری انعام واکرام فرمانے کی ایک سنت.....طریقہ.....وعلت یہ بھی بیان فرمائی کہ ﴿ **فلما نسو ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء** ﴾[الانعام:۴۳]

''پس جب وہ نصیحتیں بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے۔'' ساتھ ہی فرمایا کہ

﴿ **حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنهم بغتة** ﴾ [الانعام:۴۴]

''یہاں تک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ دیے گئے تھے پکڑا ہم نے ان کو یکبارگی۔''

جس سے بات عیاں ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انسانوں پر دنیاوی مناصب اور نعمتوں کی یورش ہمیشہ اس کی پسندیدگی ہی کا اظہار نہیں ہوتا کئی دفعہ وہ عذاب کے استحقاق کا کوٹہ.....Limit.....مکمل کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پورا کرنے کے لیے نافرمان بندوں پر نعمتوں کی بہتات فرماتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

﴿ **وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا** ﴾

''کافروں کو جو ہم نے مہلت دے رکھی ہے وہ اُسے اپنے حق میں بہتر خیال نہ کریں، ہم تو ان کو مہلت اس لیے دے رہے ہیں کہ وہ مزید گناہ کرلیں۔'' [آلِ عمران:۱۷۸]

اس لیے امریکا دنیا میں اپنے تفوق وبرتری کا جو جواز اپنے وسائل کی فراوانی یا فنی وتکنیکی مہارت اور ان میں پیش قدمی کو بناتا ہے اس سے کم از کم اہل ایمان کو قطعاً پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ دیکھنا یہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس جیسوں کو کتنی ڈھیل دیتا ہے لیکن اس یقین کے ساتھ کہ آج نہیں تو کل اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے ظلم وبربریت اور عدوان وسرکشی کے باعث ان کو یکبارگی ضرور پکڑے گا۔

سورہ حم السجدہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عاد وثمود کی سرکشی، ان کی تعلّی ان کے غرور وتکبر کی تفصیلات خوب بیان فرمائی ہیں حکم رانوں، سیاست دانوں اور دانش وروں کو امریکا سے مرعوب یا خوف زدہ ہونے کی بجائے اس کے ابتدائی حصے کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے اور ایمان کو مضبوط کرنا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت بلکہ حکم رانوں کو چاہیے کہ وہ سابقہ دور کی طرح خاموشی سے اس کے بے جا نتھے مسلمانوں پر ظالمانہ حملے برداشت نہ کرتے رہیں کہ اب ان کو اپنی مطلوب ومقصود جمہوریت مل چکی ہے، اب حکم رانوں کو وطن عزیز کے اندر گھروں میں گھس کر حملہ کرنے والوں سے ایک غیرت مند قوم کی طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنی چاہیے یاد رہے کہ یہ اس وقت ممکن ہوتا ہے جب حکومت اپنی داخلہ وخارجہ پالیسی.....فوری طور پر.....حالاتِ حاضرہ یعنی مسلمانوں کے قومی مفاد کے مطابق تشکیل دے کر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے۔اب اکیلے صدر یا تنہا وزیراعظم کو اس طرح کے اہم اور نازک ترین فیصلوں کی

ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھانے کی بجائے ایسے دوررس اور اہم فیصلوں میں ایک جمہوری ملک اور منتخب حکومت کی طرح پارلیمنٹ کو شریک کرنا چاہیے۔

جناب اب مردِ حر بن جایئے!

لیجیے جناب زرداری صدر مملکت کے منصب پر بالآخر براجمان ہو ہی گئے جس کے لیے نہ جانے انھیں راستے کے کتنے کانٹے چننے پڑے۔ گنتی کے حساب سے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے یہ بارہویں صدر ہیں اور پارٹی کے لحاظ سے یہ پی۔ پی۔ پی کے دوسرے صدر ہیں۔ اس سے پہلے اپنے دور کے ایک جیالے فاروق لغاری..... بھائی پارٹی کی بنیاد پر ایوان صدر میں داخل ہوئے تھے اور فاروق بھائی سے مسٹر پریذیڈنٹ ہوگئے، ان کے طرز عمل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس مقولے کو سچ ثابت کر دکھایا تھا کہ **اتق شر من احسنت الیہ** کہ ''جس پر احسان کرو اس کے شر سے بچو۔'' اب ایسا امکان اس لیے نہیں کہ خود ہی کوزہ گر و گل کوزہ و کوزہ فروش والا معاملہ ہے؟

اس انتخاب یا تقرری کو دیکھ کر ایک تو سورہ آلِ عمران کی اس مشہور آیت کی حقیقت سامنے آئی کہ ''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے وہ جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت'' سب جانتے ہیں کہ یہ منصب بقول شاعر ایسا ہے کہ

بوئے گل، نالۂ دل، دود چراغ محفل　　جو بھی نکلا تری بزم سے پریشان نکلا

اس کے باوجود اس میں ہر داخل ہونے والا اس میں دوام کا ہی طالب نظر آیا۔ سابقہ صدور میں صرف جنرل ضیاء الحق ایسے صدر گزرے ہیں جن کو ایوانِ صدر سے موت ہی نے نکالا اور نکلے بھی ایسے کہ ع　عاشق کا جنازہ ''تھا بہت'' دھوم سے ''نکلا''

یہ اور ان جیسے دیگر حکومتی مناصب کو اگر ذمہ داری جانا جائے جس کا ہمارے ہاں تصور ہی نہیں تو خلیفہ دوم کی طرح ہفتوں سالن کے بغیر روٹی کھانی پڑتی اور اینٹ کے تکیے پر درخت کے سائے تلے آرام نصیب ہوتا ہے اور اگر ان مناصب کو دنیاوی بادشاہت جان کر اپنایا جائے تو پھر فارسی کی مشہور ضرب المثل　بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست، کے مطابق پھر انسان جنرل یحییٰ اور (ر) جنرل مشرف کی طرح اپنے منصب کا تانا بانا عیش و مستی ہی سے بننے لگتا ہے۔

بات شروع ہوئی تھی جناب زرداری کی صدارتی ذمہ داری سے ان کے ایام اسیری میں ان کو ''مردِ حر'' کا خطاب دیا گیا تھا قدرت نے ان کو اب یہ موقع دیا ہے کہ وہ واقعتاً مردِ حر کا کردار کریں تو یہ لقب تاریخ میں ان کے نام کا حصہ بن سکتا ہے۔

جناب زرداری کے صدارتی انتخاب میں شرکت کے اعلان کے ساتھ ہی برساتی مینڈکوں نے ٹرٹرانا شروع کر دیا ہے اور ہمیشہ کی طرح فصلی بٹیروں نے منڈیریں بدلنا شروع کر دیں۔ اب جناب زرداری کے فضائل و خصائل ڈھونڈ ڈھونڈ کر بیان کیے جا رہے ہیں خصوصاً ان کی جیل یاترا کا تذکرہ۔ لیکن حیرانی ہوتی ہے کہ جب بعض لکھاری اپنی کم علمی یا مفادات کے باعث قلم کی مسابقت سے اس جیل یاترا کو تحریک آزادی کے راہ نماؤں کی قید و بند کی صعوبتوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ افسوس یہ ہوتا ہے کہ کیا یہ حضرات صعوبت اور عقوبت کے فرق کو بھی نہیں جانتے؟

بعض حضرات ان کی صدارت کو این۔ آر۔ او کی خوردبین سے دیکھ کر کبیدہ خاطرہ ہونے لگ جاتے ہیں حالاں کہ غلام اسحاق خان کے دورِ صدارت میں بھی ایک مرتبہ ان کو نہلا دھلا کر وفاقی وزارت پیش کی گئی تھی اور وہ اس سے لطف اندوز ہو چکے ہیں۔ اس لیے اس ملک میں یہ کوئی اچنبھی بات نہیں ہوئی۔

یہ بات اب تو زبان زدِ عام ہو رہی ہے کہ وطن عزیز پاکستان مسلسل امریکی کالونی کی شکل اختیار کیے جا رہا ہے۔ یہ سفر تو شاید کئی دہائیاں قبل شروع ہوا تھا لیکن اب نظر یہ آتا ہے کہ اس کی رفتار تیز ہو چکی ہے۔ بہ ظاہر تو الحمد للہ ایک دفعہ اغیار لب بام پہ آ کر رک چکے ہیں اب اگر جناب زرداری حریت و جرأت دکھا کر پہلی سیڑھی معاشی غلامی سے وطن عزیز کو بایں صورت نکال لیں کہ ملکی کرنسی کی وابستگی ڈالر سے ختم کر کے اسے یورو سے فوری طور پر منسلک کر دیں وگرنہ چاہیے تو یہ تھا کہ اسلامی ممالک کی کرنسی جاری کر کے مسلم امہ کی کرنسی سے اپنی کرنسی کو منسلک کر دیتے تاہم یہ ایک ہی قدم وطن عزیز کی طوقِ غلامی سے نجات کا باعث بن سکتا ہے بلکہ بن ہی جائے گا۔ کیوں کہ سابقہ حکومت کی سب سے مہلک ترین پالیسی معاشی تھی جس نے مخلوقِ خدا کا جینا حرام کر رکھا ہے۔　ایں کار از تو آید و مرداں چناں کنند

رمضان المبارک اور ہمارے اسلاف

(عربی سے ترجمہ: محمد یحییٰ خلیق۔ موڑ کھنڈا)

یہ مضمون ریاض سعودی عرب کے طباعتی ادارے دارالوطن کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ ''حال السلف فی رمضان'' کا اردو ترجمہ ہے جسے نذر قارئین کیا جارہا ہے۔

فضائل رمضان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ﴾ [البقرۃ:۱۸۵]

''رمضان وہ مہینا ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے واضح دلائل موجود ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو دوسرے مہینوں کی بہ نسبت بہت سارے خصائص اور فضائل سے نوازا ہے، اُن میں سے چند ایک یہ ہیں:

❀.....روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بہتر ہے۔

❀.....فرشتے روزہ دار کے لیے افطار کے وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں۔

❀..... اللہ تعالیٰ جنت کو سجاتا اور فرماتا ہے: ''روزے کی مشقت برداشت کرنے والے میرے نیک بندے عنقریب اس میں داخل ہوں گے۔''

❀.....رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

❀..... جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

❀.....اس میں ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے جو اس رات کی بھلائی سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا۔

❀.....رمضان کی آخری رات تمام روزہ داروں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ چناں چہ اے مسلمان بھائی!

اس قدر خصائص اور فضائل رکھنے والے اس ماہِ غفران کو ہم کیسے گزاریں.....؟

کیا لہو ولعو میں؟ اسے بوجھ سمجھتے ہوئے؟ یا اپنے الٰہ العالمین کو راضی کرتے ہوئے؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

اللہ کے بندے رمضان المبارک کو سچی توبہ کرتے ہوئے، اسے بہت بڑی غنیمت جانتے ہوئے اور اس کے پر رحمت اوقات کو الٰہ العالمین کی عبادت کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اپنی عبادت پر مدد اور تعاون کا سوال بھی کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ! ہمیں ہمت وتوفیق دے کہ ہم ان مبارک ایام کو تیری خوشنودی میں گزار سکیں۔

رمضان المبارک میں کرنے کے کام:

اے مسلمان بھائی! ان اعمالِ صالحہ کو ضرور اپنایئے جنھیں رمضان المبارک میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱).....روزہ رکھنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بنی آدم کے ہر عمل کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو گنا تک اجر ملتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں روزہ تو صرف میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا اجر دوں گا۔ کیوں کہ روزہ دار صرف میرے لیے ہی کھانا پینا چھوڑتا ہے۔'' [بخاری:۱۹۰٤۔ مسلم: ۱۱۵۱/۱٦٤]

اور فرمایا: ''جس نے ایمان (کی حالت میں) اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' [بخاری: ۱۹۰۱ ومسلم: ۱۷۵/ ۷٦۰]

حقیقتاً روزہ دار کے لیے اتنا عظیم ثواب محض کھانے، پینے سے رکنے کی وجہ سے نہیں بلکہ نفسانی خواہشات اور بری عادات کو ترک کرنے کے بدلہ میں ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ » [بخاری:۱۹۰۳]

''جو شخص نہ جھوٹی بات چھوڑے اور نہ اس پر عمل کرنا ترک کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

(۲).....قیام اللیل (نمازِ تراویح):

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ » [بخاری: ۱۹۰۱ ومسلم: ۱۷۵/ ۷٦۰]

''جس نے رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان (کی حالت میں) اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

قیام اللیل نبی کریم ﷺ کی زندگی کا جزو لاینفک تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان ہو یا غیر رمضان، گھر میں ہوں یا سفر پر آپ ﷺ نے اسے کبھی ترک نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ لَا يَدَعُهٗ وَكَانَ اِذَا مَرِضَ اَوْ كَسَلَ صَلّٰى قَاعِدًا۔

''تم قیام اللیل ترک نہ کیا کرو۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کبھی ترک نہیں کیا جب آپ ﷺ بیمار ہوتے تو یہ نماز بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات بھر قیام کرتے رہتے حتی کہ آدھی رات کو اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور اس وقت یہ آیت تلاوت کیا کرتے:

﴿ وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾ [طٰہٰ:۱۳۲]

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر ڈٹ جایئے ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے وہ تو ہم خود تمہیں دیتے ہیں اور انجام پرہیز گاروں کا ہی بخیر ہوتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ﴾ [الزمر:۹]

''کیا (ایسا شخص بہتر ہے) یا وہ جو رات قیام اور سجدہ میں عبادت کرتے ہوئے گزارتا ہے، آخرت سے ڈرتا اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے۔''

اور فرمایا کرتے کہ اس کا مصداق امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کثرت سے قیام اللیل کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے۔

اے مسلمان بھائی!

آپ کے لیے ضروری ہے کہ نماز تراویح امام کی اقتداء میں ادا کریں تاکہ آپ بھی ''قائمین'' میں لکھے جاسکیں کیوں کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا:

''جس نے امام کے ساتھ قیام کیا حتی کہ امام نماز سے فارغ ہوگیا تو اُس کے لیے مکمل رات کے قیام کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔'' [ترمذی:۸۰۶]

(۳).....صدقہ:

حضور نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ رمضان المبارک میں سب سے زیادہ سخاوت کرتے تھے بلکہ اس ماہ تو آپ تیز آندھی سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان المبارک میں کیا جائے۔'' [ترمذی عن انس]

اے مسلمان بھائی!

رمضان المبارک میں صدقہ وخیرات کرنا بہت بڑی نیکی ہے لہٰذا اس کی طرف جلدی کرنی چاہیے۔

صدقہ کی کئی صورتیں ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۴).....کھانا کھلانا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴾ [الدھر:۸،۹]

''وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں (اور انہیں کہتے ہیں کہ) ہم تمھیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔''

سلف صالحین لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے اور اس کام کو دوسرے نیکی کے کاموں پر مقدم رکھتے تھے۔

کسی پیاسے کو پانی پلانا، کسی نیک مسلمان کو کھانا کھلانا ایسا عمل ہے کہ جس کے ساتھ یہ نیکی کی جارہی ہے اس کے فقیر ہونے کی شرط نہیں لگائی گئی بلکہ غنی اور فقیر ہر ایک اس میں شامل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِالَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ﴾ [ترمذی:۲۴۸۵]

''اے لوگو! سلام پھیلاؤ، اور کھانے کھلاؤ، اور صلہ رحمی کرو اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھا کرو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔''

کھانا کھلانا بہت بڑی نیکی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض سلف صالحین کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنے دس ساتھیوں کی دعوت کرنا اور انھیں ان کا من پسند کھانا کھلانا اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اولادِ اسماعیل سے دس غلام آزاد کراؤں۔

اکثر اسلاف رمضان المبارک میں کثرت سے افطاری کروانے کا اہتمام کرتے تھے۔ خصوصاً حضرت عبداللہ بن عمر، مالک بن دینار، داود طائی، احمد بن حنبل وغیرہ۔

حضرت عبداللہ بن عمر کا تو یہ معمول تھا کہ افطاری یتامی اور مساکین کے ساتھ کرتے تھے۔

ابوسوار عدوی کہتے ہیں:

بنوعدی کے کچھ لوگ جو مسجد نبوی میں نماز ادا کرتے تھے، ان کا معمول تھا کہ گھر میں اکیلے روزہ افطار نہ کرتے، اگر کوئی افطار کرنے والا مل جاتا تو ٹھیک وگرنہ کھانا لے کر مسجد میں آجاتے اور دوسرے لوگوں کو ساتھ ملا کر کھانا کھاتے۔

کھانا کھلانا عبادت ہے:

اس عمل سے آدمی کو کئی نیکیوں کے حصول کا موقع ملتا ہے مثلاً:

❀.....کھانا کھلانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور آپس میں محبت دخولِ جنت کا سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَنْ تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا ﴾ [ترمذی]

''تم ہرگز جنت میں نہیں جاسکتے حتی کہ تم مومن بن جاؤ اور تم مومن نہیں ہوسکتے حتی کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔''

❀.....ایسے ہی نیک اور صالح لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا موقعہ ملتا ہے جو اس کے درجات میں بلندی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

(۵).....روزہ افطار کرانا:

آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلَ اَجْرِهِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا يُنْقَصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ»

[نسائی، احمد:۴/۱۱۴۔ صححه الالبانی]

جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کروایا تو اسے اس کے برابر اجر وثواب ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں کمی نہ ہوگی۔''

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کروایا اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اور اسے جہنم سے آزادی نصیب ہوگی اور روزہ دار کے اجر میں کمی کیے بغیر اتنا ہی اجر افطار کروانے والے کو بھی ملے گا۔''

صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر ایک اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ مکمل روزہ افطار کروا سکے (یعنی کھانا کھلا سکے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دودھ کے گھونٹ کے ذریعے یا کھجور کے ساتھ افطار کروایا اللہ اسے بھی یہ ثواب عطا کرے گا۔ اور جس نے روزہ دار کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا۔''

(۶).....تلاوتِ قرآن:

اس جگہ سلف صالحین کی دو نیک خصلتوں کا تذکرہ کرنا چاہوں گا:

①.....کثرت سے قرآن کی تلاوت

②.....تلاوتِ قرآن کے وقت اللہ کے ڈر سے رونا

رمضان المبارک نزولِ قرآن کا مہینا ہے، مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ ہمارے اسلاف اِس چیز کا بہت زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے۔

❀.....خود نبی کریم ﷺ رمضان میں جبرئیل امین علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرتے اور اپنی وفات کے سال آپ ﷺ نے دو مرتبہ قرآن کا دور کیا۔

❀.....سلف صالحین میں سے بعض لوگ رمضان میں تین راتوں تک قرآن مکمل کرتے تھے۔

❀.....قتادہ رحمہ اللہ ہمیشہ سات دنوں میں قرآن ختم کرتے لیکن رمضان المبارک میں تین دنوں میں جب کہ آخری عشرے میں ہر رات کو قرآن مکمل کرتے تھے۔

❀.....امام زہری رحمہ اللہ رمضان میں اہل علم کی مجلس سے کنارہ کش ہوجاتے اور اپنی تمام تر توجہ قرآن کی تلاوت پر مرکوز کر لیتے تھے۔

❀.....سفیان ثوری رحمہ اللہ رمضان المبارک میں اپنی بقیہ عبادت کو چھوڑ کر قرآن کی قراءت پر توجہ دیتے۔

اب رہا یہ سوال کہ کیا تین دنوں سے کم میں قرآنِ کریم مکمل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ تو اس بارے میں ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''تین دنوں سے کم میں قرآن ختم کرنے کی جو نہی آئی ہے اس سے مراد ہمیشہ ہی ایسا کرتے رہنا مراد ہے۔''

رہے وہ اوقات جو فضیلت والے ہیں جیسے رمضان کا مہینا یا وہ جگہیں جو فضیلت والی ہیں جیسے مکۃ المکرّمہ، تو مستحب یہ ہے کہ وہاں پر اوقات اور مقام کو غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے قرآن کی تلاوت کی جائے۔ (یاد رہے مکہ کے مستقل رہائشی لوگوں کو یہ اجازت نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ اس میں سکونت اختیار کیے ہوئے ہیں۔) یہی موقف امام احمد، اسحاق اور دیگر آئمہ کا ہے۔

تلاوتِ قرآن کے وقت رونا: قرآنِ مجید کو بغیر سمجھے شعراء کی طرح پڑھنا سلف صالحین کا طریقہ نہیں تھا۔ ہمارے اسلاف کلام الٰہی کا اثر قبول کرتے اور اللہ کے ڈر سے ان کے دل کانپ اٹھتے۔ چناں چہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا:

اِقْرَأْ عَلَيَّ فَقُلْتُ: اِقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ ؟

اے ابن مسعود! مجھے قرآن پڑھ کر سنایئے میں نے کہا: کیا میں آپ ﷺ کو سناؤں جب کہ آپ ﷺ پر قرآن اترا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں۔ میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی حتی کہ جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾ [النساء: ٤١]

''(ذرا سوچو) اس وقت ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے پھر ان گواہوں پر (اے نبی ﷺ) آپ کو گواہ بنا دیں گے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابن مسعود بس کیجیے۔ میں نے دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیات اتریں:

﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ٥ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴾ [النجم: ٥٩، ٦٠]

تو اہل صفہ رونے لگے حتی کہ ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے رونے کو محسوس کیا تو آپ بھی رونے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ »

[سنن ترمذی: ١٦٣٣]

''جو اللہ کے خوف سے رو پڑا آگ میں نہیں جائے گا۔''

❀.....ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سورۃ المطففین کی تلاوت کی حتی کہ اس آیت پر پہنچے:

﴿ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [المطففین: ٦]

''جس دن سب لوگ اللہ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔''

تو رونے لگے حتی کہ روتے روتے گر گئے اور پھر مزید قراءت نہ کر سکے۔

❀.....ابراہیم بن اشعث بیان کرتے ہیں، میں نے فضیل کو سنا وہ ایک رات قیام اللیل میں سورہ محمد کی قراءت کر رہے تھے حتی کہ اس آیت پر پہنچے تو رونے لگے۔

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ ۙ وَ نَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴾ [محمد: ٣١]

''ہم ضرور تمھیں آزمائیں گے تا آں کہ یہ معلوم کرلیں کہ تم میں سے مجاہد کون ہیں اور صابر کون؟ اور تمہارے احوال کی جانچ پڑتال کریں گے۔''

پھر کہنے لگے کہ اگر ہماری آزمائش کی گئی تو ہم رسوا ہو جائیں گے اور ہمارے راز افشا ہو جائیں گے۔

(۷).....نمازِ فجر سے طلوع شمس تک مسجد میں بیٹھنا:

نبی کریم ﷺ جب صبح کی نماز پڑھتے تو اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے اور اللہ کا ذکر کرتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔

[بخاری، مسلم]

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی پھر طلوع شمس تک اپنی جگہ پر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعتیں ادا کیں تو اسے ایک حج اور عمرے کی مکمل ادائیگی کا ثواب ملے گا۔ [سنن ترمذی: ٥٨٦]

یہ تو آپ ﷺ کا عام دنوں کا معمول تھا تو رمضان المبارک میں کیسے یہ معمول نہ ہوگا؟

اے مسلمان بھائی!

ثواب والے ان عظیم الشان کاموں کے حصول کے لیے ان چیزوں کے ذریعے استعانت حاصل کیجیے۔

رات کو بقدر کفایت آرام کرنا، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، اپنے نفس کو اللہ کے لیے کھپانا تا کہ اللہ کی نعمتوں والی جنت کا حصول آسان ہو جائے۔

(۸).....اعتکاف:

رمضان المبارک کی اہم عبادات میں سے ایک اعتکاف بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ ہر رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرتے تھے۔ لیکن اپنی وفات کے سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔[بخاری]

اعتکاف دراصل بہت ساری عبادات کا مجموعہ ہے جیسے تلاوت، نماز، ذکر، دعا وغیرہ۔

جس شخص نے کبھی اعتکاف نہیں کیا وہ سمجھتا ہے کہ شاید یہ مشکل کام ہے۔ حالاں کہ جس پر اللہ آسانی کرے اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔ کیوں کہ جس نے نیک نیتی اور سچے جذبے سے اعتکاف کیا اللہ ضرور اس کی مدد کرتا ہے۔

معتکف اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت اور ذکر میں روکتا ہے تو جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ مشہور ہے:

من كان لله كان الله له ۔

اعتکاف کا ایک مقصد تو آخری عشرے کی طاق راتوں میں آنے والی قدر کی رات کو تلاش کرنا ہے۔ نیز معتکف کے لیے کوئی مقصد نہیں ہوتا مگر یہی کہ اللہ راضی ہو جائے۔

(۹).....رمضان میں عمرہ کرنا:

نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ عمرةٌ فی رمضان تعدل حجةً ﴾ [بخاری:۱۷۸۲]

''رمضان المبارک میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے۔''

اور ایک روایت میں ہے "حَـجَّةً مَـعِیَ" گویا اس نے میرے ساتھ حج ادا کیا ہے۔

(۱۰).....لیلۃ القدر کو تلاش کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّـآ اَنْـزَلْنٰـهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَ مَـآ اَدْرٰكَ مَـا لَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴾ [القدر: ۱،۳]

''ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا، اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ من قام لیلة القدر ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ﴾ [بخاری: ۱۹۰۱]

''جس نے قدر والی رات ایمان (کی حالت میں) اور ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ خود بھی لیلۃ القدر کو تلاش کرتے، اپنے صحابہ اور اپنے گھر والوں کو بھی اس میں بیدا کرتے تھے۔ ہمارے سلف صالحین میں بعض کے متعلق یہ بھی آیا ہے کہ وہ آخری دس راتوں میں غسل کرتے اور خوشبو لگاتے تھے تاکہ اللہ کی عبادت میں خصوصی لگاؤ پیدا ہو۔

اے مسلمان بھائی!

جو نیکیاں عام دنوں میں نہیں ہو سکیں اس قدر والی رات میں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

کیوں کہ اس کی نیکی عمر بھر کے لیے کافی ہے۔ اس رات میں عمل کرنا باقی مہینوں میں عمل کرنے سے ہزار درجے بہتر ہے۔ جو اس رات کی بھلائی سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا۔

لیلۃ القدر کی دعا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کہہ

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ﴾

[احمد، ترمذی: ۳۵۱۳]

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔''

(۱۱).....ذکر دعا اور استغفار کا اہتمام:

اے مسلمان بھائی!

رمضان المبارک کے دن اور راتیں فضیلت ومنقبت والے ایام ہیں، انھیں غنیمت جانتے ہوئے ان میں کثرت سے ذکر اور دعا کا اہتمام کیجیے اور خصوصیت سے ان اوقات میں جو اللہ کے ہاں مقبول ہیں:

❀.....افطار کے وقت، کیوں کہ روزہ دار افطار کے قریب جو دعا کرتا ہے وہ ردّ نہیں کی جاتی۔

❀.....رات کے آخری حصہ میں کیوں کہ اس وقت باری تعالیٰ آسمانِ دنیا پر جلوہ افروز ہوکر فرماتا ہے:

﴿ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ، هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ ﴾

[بخاری:۱۱۴۵]

''کوئی سائل ہے کہ میں اُسے عطا کروں؟ کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔''

❀.....اذان اور نماز کے درمیان کی ہوئی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ لا يرد الدعاء بين الاذان والاقامة ﴾ [ابوداود: ۵۲۱]

''اذان اور اقامت کے درمیان کی ہوئی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔''

آخری بات:

اے مسلمان بھائی!

اعمالِ صالحہ کے سائے میں جنت کے باغیچوں کی سیر وسیاحت کے بعد میں آپ کو ایک بہت ہی اہم کام بتلاتے ہیں، کیا آپ جانتے ہیں وہ کیا ہے؟

وہ اخلاص ہے، جی ہاں اخلاص

کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ انھیں روزے میں بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی قیام کرنے والے ہیں جنھیں قیام کرنے میں بیداری اور تھکاوٹ کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

(اللہ ہمیں ایسی چیزوں سے بچائے، آمین)

ہمارے اسلاف اپنے نفس کے شر سے ڈرتے ہوئے اپنے اعمال کو چھپانے کے حریص تھے۔

❀.....جلیل القدر تابعی ایوب سختیانی کے بارے میں حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات ایوب ہمیں کوئی حدیث بیان کرتے جس سے ان کے دل میں رقت طاری ہوجاتی تو اپنے سانس کو ناک میں کھینچتے۔ اور کہتے زکام بہت شدید ہے یعنی اپنے رونے کو چھپانے کے لیے ظاہر کرتے کہ ان کو زکام کی تکلیف ہے۔

❀.....ایسے ہی حضرت ایوب سختیانی اگر ساری رات بھی قیام کرتے تو اسے مخفی رکھتے جب نماز کا وقت قریب ہوتا تو اپنی آواز کو بلند کرتے (جیسے نیند سے بیدار ہونے والا کرتا ہے) گویا وہ ابھی بیدار ہوئے ہیں۔

❀.....ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ داود بن ابی ہند چالیس سال تک نفلی روزہ رکھتے رہے لیکن ان کے گھر والوں کو اس کا علم نہیں ہوتا تھا، غلام انھیں کھانا دے کر جاتا تو اسے اللہ کے راستے میں صدقہ کردیتے تھے جب شام کو واپس لوٹتے تو گھر والوں کے ساتھ افطار کرتے تھے۔

❀.....سفیان ثوری کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بندہ مخفی عمل کرتا ہے تو شیطان اسے ورغلاتا ہے حتی کہ اس پر غالب آجاتا ہے تو وہ علانیہ عمل کرتا ہے۔ پھر شیطان اسے ورغلاتا ہے حتی کہ بندہ چاہتا ہے کہ اس کے نیک عمل کی تعریف کی جائے اور یہی وہ وقت ہوتا ہے جب آدمی ریاکاری کرنے والوں میں داخل ہوجاتا ہے اور اپنے تمام اعمال تباہ کر بیٹھتا ہے۔ (اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے، آمین)

تو اے مسلم بھائی!

رمضان المبارک کی یہ ساعتیں ہمارے لیے بہت بڑی غنیمت ہیں ان سے فائدہ اٹھالیجیے۔ کیوں کہ یہی سعادت اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اپنے اعمال میں اخلاص کو لازم کیجیے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خوش بختی اور سعادت مندی والے راستے پر چلادے، آمین۔

❀❀.....❀.....❀❀

احادیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا استدلال واستمثال ⑧

حضرت مولانا عبدالرؤف رحمانی، جھنڈانگریؒ (نیپال ہند)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص:

آپ بھی امتثالِ سنن اور اتباع احادیث میں فرد فرید ہیں۔ آپ کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیے!

①..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس مقام طائف درختان انگور کا ایک بڑا وسیع باغ تھا جس کے متعلق مسند احمد اور کتاب الخراج لیحییٰ بن آدم میں كَانَ عَلَى الفِ الفِ خَشَبَةٍ کی روایت ہے۔ یعنی اس میں ایک کروڑ درخت تھے۔ ان درختوں کی باقاعدہ سینچائی ہوئی تھی۔ ایک بار باغ کے افسر اعلیٰ نے ان کو یہ اطلاع بھیجی کہ باغ کی آب یاری اور آب پاشی کے بعد جو پانی ہمارے ذخیرہ میں فاضل تھا اس کو میں تیس ہزار درہم میں فروخت کررہا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فوراً خط لکھا کہ فاضل پانی کے دام ہرگز نہ لو بلکہ تمام قریب متوسط وبعید پڑوسیوں کو علی الترتیب پانی مفت سینچائی کے لیے دے دو اور صراحۃً لکھا ہے کہ میں قیمت اس لیے نہیں لینا چاہتا ہوں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاضل پانی کے فروخت کرنے اور قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔ ان کے الفاظ اس موقع کے ہیں:

"فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَآءِ۔"

[كتاب الاموال، ص:۳۰۱]

یہ واقعہ زاد المعاد جلد ثانی اور مسند احمد جلد دوئم، ص:۱۸۳، میں بھی موجود ہے۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا امتثالِ سنن واتباع حدیث صاف ظاہر ہے کہ محض ارشادِ نبوی کے پیش نظر رکھنے کے سبب تیس ہزار درہم میں سے ایک پائی تک نہیں قبول فرمائی۔ آج کے دور میں مالیاتی معاملہ میں اس قدر احتیاط واجتناب کسے ہے؟ آمدنی ہونے کی فکر ہے۔ حلال وحرام کے ذرائع کی پروا نہیں۔ مالِ دنیا کی ہوس ہے دولت عقبیٰ کی فکر وپروا باقی نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ

②..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اور حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما میں باہم بڑی دوستی تھی۔ ایک بار حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ جب تم مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب سمجھتے ہو تو پھر تم نے مجھ سے اور میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں مقابلہ کیوں کیا تھا؟ فرمایا اصل بات یہ تھی کہ میرے باپ نے ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میری یہ شکایت کی تھی کہ یہ صرف نماز روزہ جانتے ہیں۔ جسمانی آرام وراحت، کھانے پینے اور رات میں اپنی اہلیہ کے پاس رہنے سے بے نیاز رہتے ہیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کے متعلق ہدایت دی کہ جسم کا بھی حق ہے، آنکھ کا بھی حق ہے، بیوی کا بھی حق ہے سب سے آخر میں فرمایا: "وَاطِعْ عَمْرًا" یعنی اپنے والد عمرو کی اطاعت کرنا۔ پس جب جنگ صفین کا موقع پیش آیا تو مجھے میرے والد نے یہی وعدہ یاد دلایا اس لیے میں حکم نبوی سمجھ کر ان کی اطاعت پر مجبور ہوگیا اور شریک جنگ ہوا۔ لیکن آپ کی دوستی اور محبت کے سبب میں نے کوئی تیر وتلوار نہیں چلائی۔ [منتخب کنز العمال، ج:۵، ص:۴۴۸، استیعاب، ج:۱، ص:۲۷۱]

اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے امتثالِ حدیث کا خال خوب واضح ہورہا ہے۔ ان کے والد صاحب نے حدیث

رسول ہی کو یاد دلا کر ان کو اپنا تابع بنا کر شریک جنگ کرلیا ورنہ دوست کے مقابل میں وہ ہرگز تلوار لے کر نہ نکلتے ان کے والد بھی جانتے تھے کہ حدیث رسول کے سامنے یہ سر تسلیم خم کردیں گے۔

فضالہ بن عبید:

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بزرگ صحابی ہیں ان کے اتباع حدیث کے سلسلہ میں دو ایک واقعات پڑھ لیجیے۔

①.....حضرت فضالہ بن عبید جس زمانہ میں مصر کے امیر وحاکم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دوسرے صحابی ایک حدیث کی تلاش میں آپ کے پاس مصر پہنچے تو امیر وحاکم بلد یہ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ پراگندہ سر، پراگندہ بال ہیں، لباسی آرائش اور جسمانی تزین کا ذرہ برابر خیال نہیں تو آنے والے صحابی نے پوچھا کہ آپ حاکم شہر ہو کر اس طرح کی سادہ وپراگندہ زندگی کیوں بسر کررہے ہیں؟ جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو زیادہ عیش وراحت پسندی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ پھر پوچھا کہ آپ ننگے پاؤں کیوں چلتے ہیں؟ جواب دیا:

" امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان نحتفی احیاناً ۔ " [مسند احمد، ج:٦، ص:٢١]

''یعنی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا ہے کہ ہم لوگ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔''

اس روایت سے حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کے اتباع حدیث واتتالِ سنن کا حال خوب واضح ہے۔ حکومت کے عہدہ پر رہ کے نہ کپڑوں میں زیب وآرائش نہ ننگے پاؤں چلنے سے عار وتکلف ایسے ہی لوگ صحیح معنوں میں اتباع واطاعت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔

②.....حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ ایک مجمع عام میں تشریف رکھتے تھے کسی نے خبر دی کہ فلاں مقام پر ایک جماعت شطرنج کھیل رہی ہے راوی کا بیان ہے:

فَقَامَ غَضْبَانًا يَنْهٰى عَنْهَا اَشَدَّ النَّهْى ۔

''یعنی غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی سختی سے ممانعت کرنے لگے۔''

نیز فرمایا کہ جو شخص اس جوئے بازی کی کمائی کھائے گا وہ خون سے وضو بناتا ہے اور سور کا گوشت کھاتا ہے۔

[الادب المفرد للبخاری، ص:١٨٥]

اس روایت سے بھی اتتالِ حدیث صاف ظاہر ہے کہ امر منکر کو بموجب حدیث شریف ہاتھ سے اور زبان سے مٹانے پر سختی کے ساتھ آمادہ ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ دمشق کے بھی حاکم تھے۔

③.....ایک بار حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سرزمین روم میں اپنے کچھ اصحاب کے ساتھ گئے ہوئے تھے وہاں ان کے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا تو تجہیز وتکفین کے بعد قبر میں جب ان کو رکھا گیا تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ قبر کی زمین اونچی نہ بنائی جائے بلکہ کوہان نما زمین کے برابر میں رکھی جائے۔ پھر حدیث نبوی سنائی:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا ۔ [استیعاب، ج:٢، ص:٥١٨]

''یعنی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبروں کے برابر رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔''

اس واقعہ سے بھی اتتالِ حدیث صاف ظاہر ہے۔

حضرت عائشہ:

جس طرح اپنے علم وفضل پر تمام امہات المومنین میں ممتاز تھیں اسی طرح عملی زندگی میں اتباع سنن اتتالِ حدیث میں بھی سب پر فوقیت رکھتی تھیں۔ ایسے چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

①.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر قرض لیا کرتیں اور پھر واپس دیا کرتیں۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کو قرض لینے کی کیا ضرورت ہے یعنی آپ کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ آپ قرض لینے پر

مجبور ہوں۔ جواب دیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص قرض لے کر پھر اس کے ادا کرنے کی نیت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی نصرت واعانت کی جاتی ہے۔

فَاَنَا اَلْتَمِسُ ذٰلِكَ اَلْعَوْنَ ۔ [مسند احمد، ج:٦، ص:٧٢]

کہ میں قرض لے کر ادا کرنے کا قطعی عزم اور نیت رکھتی اور بموجب حدیث نبوی عونِ الٰہی کی طالب رہنا چاہتی ہوں۔ اس روایت سے حضرت عائشہ کا فرمان رسول پر کامل یقین رکھنا اور حدیث نبوی کا اتباع واتمثال کرنا صاف ظاہر ہے۔

②.....حضرت عائشہ ؓ نے ایک موقع پر عرض کیا کہ اے رسولِ خدا (ﷺ) میں بھی آپ کے ساتھ جہاد میں شرکت کرنا چاہتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَكِ اَحْسَنُ اَلْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ اَلْحَجُّ ۔

''یعنی تمہارے لیے بہترین جہاد ادائے حج ہے۔''

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اس فرمان نبوی کے بعد میں میں نے کبھی حج کرنا بند نہیں کیا۔ اس وقت سے اب تک برابر حج کیے جارہی ہوں ان کے الفاظ یہ ہیں:

فلا أدع الحج بعد ان سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔ [مسند احمد، ج:٦، ص:٧٩]

اس واقع سے حضرت عائشہ کا جذبہ اتمثال واتباع حدیث صاف ظاہر ہے۔

آج عورتوں کو خواہ مخواہ وزارت وسفارت وغیرہ قومی خدمات اور عہدوں پر خواہ مخواہ کھینچ کر لے جانا بجز یورپ زدگی کے اور کچھ نہیں ہے۔ عورتوں کے حکومت، تولیت اور وزارت وغیرہ کی بابت شرعاً سند جواز نہیں مل سکتا۔

③.....حضرت عائشہ ؓ کے گھر بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے نیزے اور بھالے رکھے ہوئے تھے تو کسی نے آپ سے پوچھا یہ کیا ہیں؟ فرمایا یہ گرگٹ کے قتل کرنے کا سامان ہے۔ کیوں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا تھا کہ حضرت ابراہیم کے لیے نمرود نے آگ بھڑکائی تھی تو دنیا کا ہر جانور اس کے بجھانے میں مصروف تھا مگر یہ گرگٹیں اس آگ کو پھونک پھونک کے جلا رہی تھیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے تو میں بھی ان کے قتل کے درپے رہتی ہوں۔ [مسند احمد، ج:٦، ص:٨٣]

اس روایت میں امتثالِ حدیث واستدلال بالحدیث صاف ظاہر ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان کے اس فعل کا باعث اور محرک حدیث ہی تھا۔

④.....حضرت عائشہ ؓ عرفہ کے دن روزہ سے تھیں۔ موسم سخت گرمیوں کا تھا۔ شدت گرما وتپش سے اپنے چہرہ وغیرہ پر بھگویا ہوا کپڑا ڈال کر ٹھنڈک حاصل کررہی تھیں۔ خادمہ عورتیں بار بار پانی سے کپڑا تر کرکے لاتیں اور آپ کے جسم وچہرہ پر ڈالا کرتیں۔ اسی حال میں حضرت عائشہ ؓ کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ تشریف لے آئے اور اس تکلیف اور مشقت کو دیکھ کر کہنے لگے اتنی صعوبت وشدت اٹھانے کی صرورت کیا ہے؟ نفلی روزہ ہے توڑ دیجیے۔ جواب دیا:

ءَافطر وقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ﴿ إن الصوم يوم عرفة يكفر العام الذى قبله ﴾ [مسند احمد، ج:٦، ص:١٢٨]

''کیا میں یہ روزہ توڑ سکتی ہوں جب کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ سے عرفہ کے روزہ کی یہ فضیلت سن رکھی ہے کہ عرفہ کا ایک روزہ ایک سال گزشتہ کے سیئات کے لیے کفارہ ☆ ہے۔''

☆.....حدیث صحیح میں صوم عرفہ کی فضیلت ہر دو سال کے کفارہ کا بیان موجود ہے مگر مسند احمد میں یہ روایت اس طرح ہے۔ ورنہ دو سال کے کفارہ کی حدیث صحیح علیحدہ موجود ہے بہرحال اس حدیث سے حضرت عائشہؓ کا امتثال حدیث واتباع سنن صاف ظاہر ہے۔ جب ان حضرات کے نزدیک حدیث رسول کی یہ قدر وقیمت تھی تو خدا نے ان کو دارین میں سرفراز بھی فرمایا آج گرمی کے موسم میں بابولوگوں کو آرام کی کرسیوں پر روزہ رکھنا مشکل ہے۔ نوافل، عاشورا، عرفہ، ایام بیض کے روزے اور وہ بھی گرمیوں کے دنوں میں یہ اہتمام اور یہ تحمل آج بالعموم باقی نہیں ہے۔

⑤.....حضرت عائشہ ؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی بیویوں میں سے ہر ایک نے اپنے لیے ایک ایک کنیت اختیار کر لی ہے صرف میں بے اولاد ہونے کے سبب اب تک کوئی کنیت اپنے لیے مقرر نہ کر سکی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری کنیت آج سے ام عبداللہ ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں اس وقت سے میں اپنی کنیت ام عبداللہ رکھتی ہوں اور اسی کو محبوب سمجھتی ہوں۔

[مسند احمد، ج:٦، ص:١٥١]

اس واقعہ سے بھی اتباع حدیث وجذبہ امتثال صاف ظاہر ہے۔

⑥.....حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں کسی نے کچھ نقد رقم اور کچھ کپڑا بطور تحفہ ارسال کیا۔ حضرت عائشہ ؓ نے لانے والے قاصد سے فرمایا کہ صاحبزادے میں اسے قبول نہیں کر سکتی۔ جب قاصد بادل نخواستہ ہدیہ جات کو لے کر واپس جانے لگا تو اپنے بعض خدام سے فرمایا کہ قاصد کو واپس بلاؤ جب وہ پلٹ کر آیا تو فرمایا مجھے ابھی ابھی آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث یاد آ گئی ہے کہ ''اگر کوئی شخص بلا سوال و بلا طلب کوئی ہدیہ دے تو تم اس کو قبول کر لو۔''

فانما هو رزق عرضه الله لك ۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی کے ذریعہ وہ رزق عطا کر رہے ہیں۔ اس لیے اس کے پیش کردہ ہدیہ کو میں قبول کر رہی ہوں۔

[مسند احمد، ج:٦، ص:٢٥٩]

اس واقعہ سے حضرت عائشہ ؓ کا امتثال حدیث واتباع سنن کا جذبہ صاف ظاہر ہے کیوں کہ طبعاً تو وہ اس ہدیہ کے قبول کرنے پر راضی نہ تھیں۔ چناں چہ قاصد کے ہاتھ ہدیہ کو واپس بھی فرما دیا لیکن حدیث رسول یاد آتے ہی معاملہ کا رخ پلٹ گیا خود قاصد کو بلا کر ہدیہ کو قبول فرما لیتی ہیں۔ اگر اتباع حدیث منظور خاطر نہ ہوتا تو ردّ شدہ تحائف کے واپسی کا ہرگز خیال بھی نہ فرماتیں۔ لاکھ لاکھ گا ہے گا ہے اسی اسی ہزار اور جواہرات سونے وچاندی کے دیگر ذخیرے سکے وغیرہ حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں آتے۔ حضرت معاویہ حضرت عبداللہ بن زبیر دیگر اشخاص کے تحائف اطراف عرب سے بہ کثرت حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں پہنچتے تھے اور وہیں کے وہیں اہل حاجت غربا ومساکین میں تقسیم کر دیتیں۔ صرف ایک درہم شام کی افطاری تک کے لیے رکھتیں۔ الادب المفرد، کنز العمال، مسند احمد، تذکرۃ الحفاظ، صفۃ الصفوۃ ومراۃ الجنان وغیرہ میں ایسے تمام واقعات دفتر کے دفتر موجود ہیں پس یہ ہدیہ کی واپسی اور پھر اس کا قبول محض اتباع حدیث کے پیش نظر تھا کسی ذاتی طمع اور حرص کا اس ذات پاک اور قدسی صفات کے لیے ذرہ برابر شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

⑦.....ایک بار حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ بھیجا اور قاصد سے کہا کہ ام المومنین سے عرض کرنا کہ اسے اپنی ذاتی ضروریات پر صرف کریں گی۔ حضرت عائشہ ؓ نے ہدیہ کو قبول فرمایا اور ایک بڑی سینی منگوا کر سب رقم اس میں رکھ لی اور شام ہونے تک سب روپیہ اہل حاجت میں تقسیم کر دیا جب شام کو روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو خادمہ نے خشک روٹی اور زیتون کا سرکہ پیش کیا۔ اسی دن ام درّہ نامی ایک عورت افطاری میں شریک تھیں کہنے لگیں کہ سب رقم آپ ہی کے لیے آئی کیا حرج ہوتا کہ اگر آپ افطاری کے لیے ایک درم کا گوشت منگوا لیتیں۔ فرمایا پہلے سے آپ نے کہا بھی نہیں اور مجھے کچھ اس کا خیال بھی نہیں رہا۔

[صفة الصفوة، ج:٢، ص:١٤۔ تذكرة الحفاظ☆]

یہ تقسیم وانفاق فی سبیل الخیر بھی دراصل اتباع حدیث کی ایک عملی شکل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتے دعا کرتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اَعِطْ مُنفقًا خَلَفًا))

''الٰہی خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل عطا کر۔''

اور حدیث قدسی ((اَنْفِقْ يُنْفَقْ عَلَيْكَ))

☆.....تذکرۃ الحفاظ میں عبداللہ بن زبیر کا نام ایک لاکھ اسی ہزار بھیجنے کی حیثیت سے نہیں لیا گیا ہے لیکن صفۃ الصفوۃ ومراۃ الجنان میں اس رقم کی نسبت حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف صراحتاً موجود ہے۔

''تو خرچ کر تجھے خرچ کے لیے پھر دیا جاتا رہے گا۔''

حضرت عائشہ ؓ کے واقعات انفاق بہت زائد ہیں اور وہ سب اتباع حدیث وامتثال سنن کی عملی شکلیں ہیں۔

⑧..... ایک بار حضرت عائشہ ؓ نے اپنے مکان میں ایک سانپ دیکھا اور اسے قتل کر دیا رات کو جب سونے تشریف لے گئیں تو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا:

لو کان مسلما ما دخل علی أزواج النبی ﷺ۔

کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو آنحضرت ﷺ کی بیویوں پر نہ داخل ہوتا۔ جواب دیا گیا کہ جب وہ داخل ہوا تھا تو آپ پر آپ کے تمام ضروری لباس ستر و پردہ کے موجود تھے بے حجابی کی بات نہ تھی۔ گھبرا کر جب خواب سے بیدار ہوئیں تو بارہ ہزار درہم اس کے کفارہ کے طور پر خیرات میں تقسیم کر دیئے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ج:۱، ص:۲۸]

اس واقعہ سے بھی حضرت عائشہ ؓ کا امتثالِ حدیث صاف ظاہر ہے۔ کیوں کہ حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ مومن کا خواب سچا ہوتا ہے اور نبوت کے جزؤں میں سے ایک جز ہے تو حضرت عائشہ ؓ نے حدیث نبوی کے مطابق اپنے خواب کو سچا سمجھا اور پھر اس کے کفارہ وتلافی مافات پر عمل فرمایا اور یہ خود بھی دوسری حدیث ((أتبع السیئة الحسنة تمحها)) کے ماتحت ہے یعنی حکم ہے کہ بدی کے پیچھے کوئی نیکی اسی درجہ کی کر لو تو اس برائی کو زائل کر دے گی۔ بہرحال حضرت عائشہ کا اتباع سنن وامتثال حدیث اس واقعہ سے بھی اظہر من الشمس ہے۔ ورنہ بارہ ہزار روپیہ کیوں تقسیم کرتیں۔

⑨..... حضرت عائشہ ؓ کے پاس نومولود بچے بغرض تبرک وحصول دعا لائے جاتے تھے۔ ایک دن ایک عورت اپنے بچہ کو ایک گدیلا میں لپیٹ کر لائی اور اس میں چھرے کے قسم کا ایک لوہا بھی رکھا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ کی نظر اس پر پڑ گئی تو پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا لوہا، پوچھا اس سے کیا مقصد ہے؟ عورت نے کہا، ہم جنوں کے آسیب سے بچاؤ کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے اس چھرا کو لے کر پھینک دیا اور آئندہ کے لیے ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور فرمایا آنحضرت ﷺ اس قسم کے نحوست کے خیالات کو ناپسند فرماتے تھے۔ [ادب المفرد للبخاری، ص:۱۳۳]

اس واقعہ سے حضرت عائشہ کا جذبہ تبلیغ اور امر منکر کے لیے تغیر بالید دونوں حدیث پر عمل کا حال ظاہر ہے۔

⑩..... حضرت عائشہ ؓ کے پاس ایک بار اطلاع پہنچی کہ آپ کے فلاں مکان میں جو لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں وہ نرد شیر یعنی شطرنج کھیل رہے ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے ان کو فوراً حکم بھیج دیا کہ تم لوگ شطرنج توڑ تاڑ کر پھینک دو ورنہ تم لوگوں کو اس اپنے مکان سے نکال دوں گی۔ [الادب المفرد، ص:۱۸۶]

اس واقعہ سے بھی امتثالِ حدیث کا حال صاف ظاہر ہے کہ وہ منکرات شرعیہ کے مٹانے کے تمام طریقوں پر عامل ہوگئیں۔ اوّل دل سے اس شطرنج بازی کو برا جانا پھر زبان سے سخت پھٹکار فرمائی پھر تغیر بالید پر آمادہ ہوگئیں کہ اگر شطرنج نہ توڑ دیا گیا تو میں آخری علاج کے طور پر اخراج کرا دوں گی۔

بہرحال حضرت عائشہ ؓ اتباع حدیث وامتثال سنن میں اپنی نظیر آپ تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کسی صحابی یا صحابیہ پر نظر ڈالو ان کے واقعات بتلاتے ہیں کہ ہم بھی سنن نبویہ کے شیدا ہیں ہم سے سنن واحادیث کے اتباع وامتثال کو سیکھو۔ غرض رسول اللہ ﷺ ہزار صد ہزار صحابہ کرام کے جھرمٹ میں ایک محبوب رہنما تھے۔ ہر ایک محبّ اپنے محبوب کی نقل اتارنے، ان کے نمونہ پر چلنے، ان کی احادیث پر عمل کرنے کے جذبہ میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ بس جس کسی صحابی کے واقعہ کو دیکھو

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا ایں جاست

کا مصداق ہو جاتا ہے۔

فرضی اللہ عنهم ورضوا عنه. وهذا اخر ما اردنا فی هذه المقالة البدیعة واللّٰه یقول الحق وهو یهدی السبیل .

❀❀.....❀.....❀❀

زیارتِ حرمین اور سفر کویت

محمد اسحاق بھٹی

بدھ کے روز ۲۵۔ جون ۲۰۰۸ء کو میں کویت پہنچا اور دوسرے دن جمعرات کے روز ۲۶۔ جون کو مکہ مکرمہ حاضر ہوا، جس کی تفصیل گزشتہ سطور میں بیان کی گئی ہے۔

اب ۲۷۔ جون ۲۰۰۸ء کو جمعۃ المبارک کے روز پیش آنے والے چند واقعات:

میرے کمرے میں ایک صاحب عبدالغفور نامی قیام پذیر تھے۔ ہم دونوں صبح کی نماز پڑھنے بیت اللہ شریف گئے تو واپسی پر انھوں نے بتایا کہ وہ جہلم شہر کے رہنے والے ہیں۔ میں نے ان سے جہلم کی جامعہ علومِ اثریہ کے ناظم حافظ عبدالحمید عامر کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ میرا مکان حافظ عبدالحمید عامر کے مکان کے بالکل سامنے ہے۔ انھوں نے حافظ عبدالغفور جہلمی اور مولانا محمد مدنی مرحوم کا بھی ذکر کیا اور ان تینوں حضرات کے نام بڑے احترام کے ساتھ لیے۔

ہم بیت اللہ شریف میں باب عبدالعزیز سے داخل ہوئے تھے اور اسی دروازے سے باہر نکلے۔ عبدالغفور صاحب نے بیت اللہ شریف سے نکلتے ہوئے کہا کہ یہ سامنے کی بلڈنگ پر ''بن داؤد'' کا بورڈ آویزاں ہے۔ اسی سڑک پر آگے تاج محل لکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی گلی میں ہمارا ہوٹل ہے۔ یعنی وہاں پہنچنے کی ضروری نشانیاں میرے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی۔ انھوں نے مجھے ناشتے اور کھانے کے لیے ہوٹل بھی بتایا جسے پاکستانی ہوٹل کہا جاتا ہے اور اس کے دروازے پر نمایاں طور سے فیصل آباد کے الفاظ تحریر کیے گئے ہیں۔

عبدالغفور صاحب کو جب پتا چلا کہ میرا موبائل یہاں کام نہیں دے رہا ہے تو انھوں نے مجھے کہا کہ میرے موبائل پر آپ جہاں چاہیں بات کرلیں۔ چناں چہ میں نے پہلے اپنے عزیز دوست محمد عزیر شمس صاحب سے مکہ مکرمہ میں ان کے موبائل نمبر ۰۵۰۰۴۰۹۷۴۹ پر بات کی۔ اس سے چند روز پیشتر حافظ احمد شاکر کے صاحب زادے عزیزی حماد شاکر نے ریاض سے میری آمد کی اطلاع انھیں دی تھی۔ ان کے علاوہ حماد شاکر نے ریاض میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی اور جدہ میں جناب چودھری خالد صاحب کو بھی مکہ مکرمہ میں میری حاضری کے متعلق بتا دیا تھا۔

میرا ٹیلی فون سن کر عزیز شمس صاحب نے میری جاے قیام کے متعلق پوچھا اور تھوڑی دیر بعد وہ میرے پاس پہنچ گئے۔

عزیز شمس صاحب سے بات کرنے کے بعد عبدالغفور صاحب نے میرے گھر میں میرا رابطہ کرایا اور میں نے گھر میں اپنی خیر وعافیت کا پتا دیا۔ اس سے قبل میرے گھر سے عزیز شمس صاحب کو میرے متعلق ٹیلی فون آیا تھا اور میرے متعلق ان سے دریافت کیا تھا۔

میں نے عبدالغفور صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے بغیر کسی تعلق اور واقفیت کے ہزاروں میل دور میرے گھر بذریعہ ٹیلی فون میرا رابطہ کرایا اور اپنے افرادِ خانہ سے میرے لیے بات چیت کا موقع بہم پہنچایا۔ میں اسے ان کی شرافت اور حسن سلوک سے تعبیر کرتا ہوں۔

جناب محمد عزیر شمس صاحب سے مل کر مجھے بے حد مسرت ہوئی۔ انھوں نے مجھے میری قیام گاہ سے باہر نکالا اور اپنے مکان پر جانے کے لیے کہا۔ گاڑی کہیں دور کھڑی کی تھی۔ وہاں جا کر ان کی گاڑی پر سوار ہوا اور ان کے مکان پر پہنچا اور وہاں ناشتہ کیا۔ ان کا کتب خانہ دیکھا اور ان کی تصنیفی سرگرمیوں کے متعلق گفتگو کی۔ ان کا کتب خانہ مختلف موضوعات کی ہزاروں کتابوں پر محیط ہے جس میں عربی کے علاوہ اردو اور انگریزی کی کتابیں بھی اچھی خاصی تعداد میں ہیں۔

محمد عزیر شمس صاحب سے پہلی ملاقات ۱۹۸۰ء میں لاہور میں ہوئی تھی۔ میں اس وقت ادارہ ثقافت اسلامیہ سے وابستہ تھا۔ وہ ادارہ ثقافت اسلامیہ گئے اور مولانا محمد حنیف ندوی اور اس فقیر سے ملے۔ یہ ان کا مدینہ منورہ یونیورسٹی کی طالب علمی کا زمانہ تھا۔ انھوں نے ادارہ ثقافت اسلامیہ اور مجلس ترقی ادب کی مطبوعات خریدیں۔

دوسری دفعہ ۱۹۸۳ء میں اور تیسری دفعہ ۱۹۸۷ء میں وہ لاہور آئے اور ان سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد فروری ۲۰۰۰ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حج بیت اللہ کی توفیق مرحمت فرمائی۔ انھیں پتا چلا تو بیت اللہ شریف کے بابِ بلال میں تشریف لائے اور مجھ سے ملے۔ اس ملاقات میں انھوں نے بتایا تھا کہ وہ امام ابن تیمیہ اور عربی کے ممتاز ادیب علامہ عبدالعزیز میمن پر کام کر رہے ہیں۔ اپنی دیگر تحقیقی مساعی کی تفصیل بھی بتائی تھی۔ وہ ابتدا ہی سے ماشاء اللہ نہایت متحرک، مستعد اور باہمت اہل علم ہیں۔ انھوں نے تحقیق کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے اور تحریر ونگارش میں مشغول رہنا ان کا لازمۂ حیات ہے۔

وہ عربی، اردو دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں اور موضوع میں ڈوب کر پوری تحقیق سے لکھتے ہیں۔ دونوں زبانوں کی متعدد کتابوں کے مصنف اور مرتب ہیں۔ آٹھ سال قبل ان کی داڑھی میں کوئی سفید بال نہ تھا، اب چند سفید بال جھانکنے لگے ہیں اور اپنا حصہ مانگ رہے ہیں۔ (عزیر شمس پر میں نے اپنی ایک کتاب ''قافلہ حدیث'' میں مضمون لکھا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے)

عزیر شمس صاحب اپنے مکان سے مجھے مکتبۃ الحرم المکی الشریف لے گئے۔ وہاں ڈاکٹر محمد السلیمانی (جزائری) سے ملاقات ہوئی۔ یہ نوجوان اسلامیات کے معروف محقق ہیں۔ قاضی ابوبکر العربی پر انھیں اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔ بہت سی کتابیں انھوں نے شائع کی ہیں، جن میں قاضی ابوبکر العربی کی کتاب ''المسالک شرح موطا'' شامل ہے جو دس جلدوں میں حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔

دوسرے اہل علم جن سے عزیر شمس کی وساطت سے ملاقات ہوئی، خالد الحماد (شامی) ہیں جو کویت رہتے ہیں اور عربی اخبارات میں مختلف موضوعات میں کالم لکھتے ہیں۔

اسی دن منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کا چکر لگایا۔

جمعۃ المبارک کے روز عزیر شمس صاحب کے مکان پر ایک نوجوان نوخیز صاحب سے ملاقات ہوئی جو سعودی عرب کے ایک مقام ''ینبوع'' رہتے ہیں۔ وہ نہایت تپاک سے ملے۔ ان سے ایک مرتبہ لاہور بھی ملاقات ہوئی تھی۔ متواضع اور شیریں کلام نوجوان ہیں۔ عمر کے اعتبار سے بھی نوخیز ہیں۔

عزیر شمس صاحب نے مکہ مکرمہ کے نامور عالم مولانا ابوالاشبال شاغف احمد کو میری آمد کی اطلاع دی تو ان کی طرف سے پیغام آیا کہ میں بیت اللہ شریف کے بابِ بلال میں نماز جمعہ پڑھوں۔ چناں چہ میں اور عزیر شمس صاحب نوخیز صاحب کی گاڑی سے نمازِ جمعہ کے لیے بیت اللہ شریف گئے اور نماز جمعہ کے بعد باب بلال میں مولانا ممدوح سے ملاقات ہوئی۔ وہاں ہندوستان کے علاقہ حیدر آباد (دکن) اور دیگر مقامات کے بھی متعدد حضرات موجود تھے۔ انھیں میرا پتا چلا تو نہایت محبت سے ملے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ میری تمام کتابیں پڑھ چکے ہیں جو ہندوستان میں شائع ہوئی ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے ان پر جو اثرات مرتب ہوئے، اس کا انھوں نے جن الفاظ میں ذکر کیا وہ میرے لیے مسرت کا باعث تھے۔ ہندوستانی اہل علم بار بار میری خیریت دریافت کرتے، مجھے دعائیں دیتے اور میرے طریق تحریر اور علمی منصوبوں کے متعلق پوچھتے رہے۔ میں نے انھیں انتہائی مخلص لوگ پایا۔ وہ میٹھے انداز میں بات کرتے تھے۔

مولانا ابوالاشبال نے میرے متعلق ان سے فرمایا کہ یہ ''آثارِ قدیمہ'' ہیں۔

بیت اللہ شریف سے مولانا ابوالاشبال مجھے اپنے مکان پر لے گئے۔ وہاں کھانا کھایا اور ان کا کتب خانہ دیکھا۔ آٹھ سال قبل مارچ ۲۰۰۰ء میں بھی نمازِ عشاء کے بعد میں نے اور حافظ احمد شاکر کے فرزند گرامی عزیزی عباد شاکر نے مولانا ممدوح کی دعوت پر ان کے دولت کدہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا تھا اور رات کا کھانا ان کے ساتھ کھایا تھا۔

مولانا ابوالاشبال کا دائرۂ معلومات ماشاء اللہ بہت وسیع ہے۔

ان کا وقت لکھنے پڑھنے میں صرف ہوتا ہے۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف ومترجم ہیں۔ اخبارات ورسائل میں بھی ان کے مضامین چھپتے رہتے ہیں اور ہم ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کا کتب خانہ عربی اور اردو کی ہزاروں کتابوں کا خوب صورت مجموعہ ہے۔

میری موجودگی میں اور بھی بعض حضرات وہاں تشریف لے آئے جن میں مولانا عبدالغفار حسن مرحوم کے صاحب زادۂ ذی احترام پروفیسر ڈاکٹر سہیل حسن بھی شامل تھے۔ مولانا ابوالاشبال نے میرے بارے میں سب حضرات سے ''آثارِ قدیمہ'' کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ میں ان کی بارگاہِ علم سے اپنے لیے اسے بہت بڑا اعزاز سمجھتا ہوں۔ وہ خوش کلام اور خوش مزاج اہل علم ہیں۔ میں نے ان کا تذکرہ اپنی دو کتابوں میں کیا ہے۔ ''برصغیر کے اہل حدیث خدامِ قرآن'' میں اور ''دبستانِ حدیث'' میں۔ یہ دونوں کتابیں مکتبہ قدوسیہ لاہور نے شائع کی ہیں۔

دورانِ گفتگو مولانا ابوالاشبال نے فضائل اعمال کے سلسلے میں ضعیف احادیث پر عمل سے متعلق فرمایا کہ ''صحیح احادیث پر ہی عمل ہوجائے تو بہت ہے۔'' ان الفاظ سے میں بہت محظوظ ہوا۔ انھوں نے ضعاف پر عمل کے حامیوں کی نہ مخالفت کی نہ موافقت۔ لیکن اپنا نقطہ نظر واضح کردیا کہ صحیح احادیث ہی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

مولانا ابوالاشبال کے مکان پر یہ دلچسپ محفل کافی دیر جاری رہی۔ اس اثنا میں دومرتبہ چائے اور قہوے کا دور بھی چلا۔

مولانا کے مکان سے ہم لوگ بیت اللہ شریف آئے اور مغرب کی نماز وہاں پڑھی۔ بیت اللہ شریف میں ڈاکٹر وصی اللہ صاحب نمازِ مغرب کے بعد عشا تک درسِ قرآن دیتے ہیں۔ ان کا درس سنا اور عشا کی نماز کے بعد ان سے ملاقات ہوئی۔ اس سے آٹھ سال قبل مارچ ۲۰۰۰ء میں بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت میری داڑھی چھوٹی تھی۔ اب بڑھ گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے داڑھی کو ہاتھ لگا کر فرمایا: اب آپ نے داڑھی اتنی بڑھالی ہے۔

میں نے ان پر اپنی کتاب ''قافلہ حدیث'' میں مضمون لکھا ہے۔

۲۸۔ جون ۲۰۰۸ء کو ہفتے کے روز فجر کی نماز کے بعد میں بیت اللہ شریف سے اپنی قیام گاہ پر آیا۔ ساڑھے چھ بجے کا وقت ہوگا۔ ناشتے کے لیے سوچ رہا تھا کہ میرے کمرے کا دروازہ کھلا اور السلام علیکم کی آواز کان میں پڑی۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا کہ ایک صاحب احرام باندھے میرے سامنے کھڑے ہیں۔ میانہ قد، گندمی رنگ، آنکھوں پر نظر کی عینک، داڑھی میں سفید بالوں کا غلبہ۔ کتابی چہرہ، مصافحے کے لیے میری طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ''عبدالرحمٰن فریوائی۔'' میں نے فرطِ مسرت سے بغل گیر ہوتے ہوئے ان سے کہا: ''آپ کہاں؟''

دوچار منٹ کے بعد انھوں نے کہا، آیئے ناشتہ کرتے ہیں، ساتھ ساتھ باتیں بھی ہوں گی۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کی ایک یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ میری آمد کے متعلق ان کو ریاض میں عزیز القدر حماد شاکر نے بتایا تھا اور پھر انھوں نے مکہ مکرمہ میں جناب محمد عزیر شمس صاحب سے رابطہ کرکے میری قیام گاہ کا پتا کیا اور تشریف لے آئے۔ وہاں سے نکل کر ہم نے ایک پاکستانی ہوٹل میں ناشتہ کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر فریوائی عمرہ کرنے کے لیے گئے اور ڈھائی گھنٹے کے بعد واپس آئے۔ ان کی واپسی پر گوجراں والا میں قاری عبید اللہ سے رابطہ کیا اور ان سے خیر وعافیت پوچھی۔ اس سے قبل میں نے لاہور اپنے ''اہل بیت'' سے بات کی تھی۔

دس بجے ڈاکٹر فریوائی کے ساتھ میں رابطہ عالم اسلامی کے دفتر گیا۔ وہاں رابطہ کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عبداللہ ترکی کے دفتر میں جناب محمد سکحال صاحب سے ملاقات ہوئی جو بڑی محبت سے پیش آئے۔ وہیں ڈاکٹر فریوائی کی زیرنگرانی چلنے والی حدیث انسائیکلوپیڈیا اردو کی زیارت کی۔ اس انسائیکلوپیڈیا کی طرف سے صحاح کی مشہور کتاب ابوداؤد کا اردو ترجمہ تین جلدوں میں چھپ چکا ہے جو ڈاکٹر فریوائی نے کیا ہے۔ صحاح کی بعض دیگر کتابوں کا اردو ترجمہ بھی ڈاکٹر صاحب ممدوح کرچکے ہیں۔

ساڑھے گیارہ بجے محترم المقام شیخ صالح بن عبدالرحمٰن رئیس عام شؤون مسجد حرام ومسجد نبوی سے ملنے ان کے دفتر گئے۔ ظہر کی اذان

سے پہلے ان سے ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر فریوائی نے میرا ان سے تعارف کرایا، وہ نہایت خندہ پیشانی سے ملے۔ ظہر کی نماز ہم نے وہیں پڑھی۔ نماز کے بعد ان سے دوبارہ ملاقات کی۔

وہاں سے نکل کر ایک پاکستانی ہوٹل سے دوپہر کا کھانا کھایا۔ بعدازاں اپنی قیام گاہ پر پہنچے اور تھوڑی دیر آرام کیا۔ اتنے میں محمد عزیر شمس صاحب تشریف لے آئے۔ وہیں سے حماد شاکر کو ریاض ٹیلی فون کیا اور ان سے علیک سلیک ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ ریاض سے پاکستان آتے وقت سنن ابی داؤد اردو ترجمہ کی تینوں جلدیں ضرور لائیں۔ اس کے علاوہ فریوائی صاحب کی جو تصانیف مل سکیں، وہ لازماً مجھے ملنی چاہئیں (چناں چہ عزیزی حماد شاکر یہ کتابیں ڈاکٹر صاحب سے میرے لیے لے آئے ہیں اور مجھے مل گئی ہیں۔ اللہ ان دونوں کو جزائے خیر سے نوازے، آمین)

عصر سے قبل میں اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی مکہ مکرمہ سے جدہ کے لیے ٹیکسی پر سوار ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کے شاگردوں کے ہاں حی شرقیہ پہنچے۔ شیخ خالد حمزہ عبداللہ المغفور ہمیں اپنی گاڑی سے اپنے مرکز تحفیظ القرآن لے گئے۔ ان کے مکتبہ عامرہ کی کتابیں دیکھیں اور وہیں نمازِ عصر ادا کی۔ وہاں سے فریوائی صاحب کے دوست اور ہم جماعت ساتھی شیخ عبدالجبار عبدالغنی سلفی کے دولت خانہ پر گئے۔ وہاں چائے پی اور رات کا کھانا کھایا۔ وہیں مغرب اور عشا کے درمیان کی علمی مجلس میں ڈاکٹر فریوائی صاحب، شیخ عبدالجبار سلفی صاحب اور خالد حمزہ عبداللہ المغفور نے صحیحین، سنن ابی داؤد، ترمذی اور بعض دیگر کتب احادیث کے اوائل پڑھ کر مجھ خاک نشین سے سند اجازہ حاصل کی۔

اس مجلس میں ان ہندوستانی اور پاکستانی علمائے کرام کا تذکرہ دیر تک جاری رہا، جن کی خدمت میں مجھے حاضر ہونے اور ان کے ارشادات سننے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

جدہ سے میں اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی رات کے ساڑھے گیارہ بجے کار سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے اور ڈھائی بجے وہاں پہنچے۔ راستے میں ایک ہوٹل سے چائے پی۔ یہ نہایت خوش کن سفر تھا۔ مدینہ منورہ میں بابِ مجیدی کے سامنے ایک ہوٹل میں کمرہ لیا اور ایک گھنٹا وہاں آرام کیا۔

اب ۲۹۔ جون ۲۰۰۸ء کی صبح طلوع ہوتی ہے۔

فجر کی نماز کے لیے ہم مسجد نبوی کو روانہ ہوئے، جہاں حاضری کی شدید خواہش دل میں کروٹ لے رہی تھی۔ باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد نبی ﷺ کے روضۂ مبارک اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبور کی زیارت کی۔ سلام وصلوٰۃ کے بعد باب البقیع سے نکل کر قبرستانِ جنت البقیع تک گئے اور اصحابِ قبور کو سلام کر کے، واپس مسجد نبوی کے اندر سے بابِ مجیدی سے نکل کر باہر پہنچے۔ وہاں سے ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی کو ٹیلی فون کیا۔ وہ مسجد نبوی ہی میں تھے۔ ان کے انتظار میں وہیں بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی گاڑی پر تھے۔ وہ ہمیں اپنے دولت کدہ پر لے گئے۔ وہاں ناشتہ کیا۔

دس بجے شیخ عبید الرحمٰن سلفی، ان کے صاحب زادے عزیزی حافظ محمد ابراہیم، ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی اور یہ خاکسار مسجد قبا گئے۔ دو رکعت نفل ادا کر کے مسجد قبا کو چاروں طرف سے گھوم پھر کر دیکھا۔ وہاں اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ ہم شیخ عبید الرحمٰن سلفی کی گاڑی سے گئے تھے اور وہی گاڑی چلا رہے تھے۔

وہاں سے گزرتے ہوئے ہم نے وہ سامان لیا جو صبح باب مجیدی کے سامنے ایک ہوٹل کے کمرے میں رکھا تھا۔ پھر جبل احد دیکھنے گئے۔ اس نواح کی مختلف تاریخی یادگار بھی دیکھیں۔

ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی سے آٹھ سال پہلے مارچ ۲۰۰۰ء میں بھی ان کے مکان پر ملاقات ہوئی تھی۔ انھوں نے اپنے شاگرد ڈاکٹر طاہر محمود کی وساطت سے مجھے رات کے کھانے پر بلایا تھا۔ اس وقت دس گیارہ حضرات وہاں موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب اس زمانے میں ایک کالج کے پرنسپل تھے۔ مجھے یاد پڑتا ہے اس وقت ان کے مکان کے دروازے پر ''ضیا اعظمی'' کے نام کی تختی نصب تھی۔ اس مجلس میں ان سے زیادہ باتیں نہیں ہو سکی تھیں۔ اب آٹھ سال کے بعد دوبارہ مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو ڈاکٹر صاحب ممدوح

میرے ذہن میں آئے۔ میں سوچ رہا تھا کہ ان سے ملاقات کس طرح ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ملاقات کا سبب پیدا فرما دیا۔

اب کی مرتبہ ان سے مختلف انداز کی دلچسپ باتیں ہوئیں۔ کچھ خوابوں کی باتیں اور ان کی تعبیرات کے متعلق گفتگو کی۔ کچھ تاریخی واقعات اور شخصیات کے تذکرے۔ اس مجلس میں متعدد حضرات تشریف فرما تھے۔

۲۹۔ جون کو ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی کے ساتھ مدینہ منورہ میں ڈاکٹر شیخ عبدالعزیز الفریح کے درِ دولت پر بھی حاضری کا موقع ملا۔ وہاں قہوہ پیا، چائے پی اور مدینہ منورہ کی کھجوریں کھائیں۔ یہاں بھی ایک نوجوان نے صحیحین اور بعض کتب احادیث کے اطراف سنا کر اس فقیر سے سند لی۔ مسجد نبوی میں ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ ہر جگہ شیخ عبیدالرحمٰن سلفی کی گاڑی پر گئے۔ نماز کے بعد عبیدالرحمٰن صاحب کے مکان پر آئے۔ وہاں مدینہ یونیورسٹی کے چند طلبا بھی آ گئے۔ ان کے ساتھ کھانا کھایا اور ان سے کچھ تدریسی، کچھ تاریخی اور کچھ جماعتی باتیں ہوئیں۔ ان طلبا کا تعلق ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تھا اور انھوں نے میری کتابیں پڑھی تھیں۔ اس لیے وہ میرے افکار اور میرے اسلوبِ تحریر سے آگاہ تھے۔

ان عزیز طلبا کا تعارف مندرجہ ذیل سطور میں کرایا جاتا ہے۔

①..... سلمان احمد بن سراج احمد: ان کا تعلق سدھارتھ نگر (یوپی) سے ہے۔ جامعہ سلفیہ (بنارس) کے فاضل ہیں۔ مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ الدعوہ واصول الدین سے بی اے کر کے شعبۂ عقیدہ میں داخلہ لیا ہے۔

②..... محمد وسیم خاں: بلرام پور (یوپی) سے تعلق ہے۔ جامعہ محمدیہ مالیگاؤں کے فارغ التحصیل ہیں۔ کلیۃ اللغۃ سے بی اے کر کے ایم اے میں داخل ہیں۔

③..... سعید احمد بن حیات اللہ: ضلع میوات (صوبہ ہریانہ) ان کا آبائی وطن ہے۔ دہلی کے ایک دارالعلوم میں تعلیم مکمل کی۔ مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ اللغۃ سے بی اے کیا۔ پھر ایم اے کا امتحان دیا۔ اب ڈاکٹریٹ کے مرحلے میں ہیں۔

④..... الطاف الرحمٰن ثناء اللہ: اصل وطن بلرام پور (یوپی) ہے۔ نیپال کی درس گاہ سراج العلوم کا نصابِ تعلیم مکمل کیا۔ مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ الحدیث سے بی اے پاس کرنے کے بعد شعبۂ عقیدہ میں ایم اے کیا۔ اب عقیدہ ہی کے موضوع پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔

⑤..... منظور احمد بن محمد عالم: نیپال کے رہنے والے ہیں۔ دارالسلام عمر آباد میں تعلیم حاصل کر کے سند لی۔ پھر مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعہ میں بی اے اور اصولِ فقہ میں ایم اے کیا۔ اب اصولِ فقہ میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

⑥..... عبدالحلیم: ان کا وطن بھی نیپال ہے۔ جامعہ سلفیہ (بنارس) اور بعض دیگر مدارس سے فراغت پائی۔ مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ الحدیث سے بی اے کیا۔ اب ایم اے کر رہے ہیں۔

⑦..... عبیدالرحمٰن سلفی: ان کا ذکر گزشتہ سطور میں متعدد مقامات پر ہوا ہے۔ سدھارتھ نگر (یوپی) ان کا آبائی وطن ہے۔ جامعہ سلفیہ (بنارس) کے فارغ التحصیل ہیں۔ حدیث میں ایم اے کیا۔ اب ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ نہایت مخلص اور منکسر المزاج اہل علم ہیں۔

⑧..... عبدالصبور بن ابوبکر: بلرام پور (یوپی) سے وطنی تعلق ہے۔ جامعہ سلفیہ (بنارس) سے فراغت کے بعد مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ الحدیث سے بی اے پاس کیا۔ اب حدیث ہی میں ایم اے کر رہے ہیں۔

⑨..... مظفر الاسلام محمد طیب: ان سے آٹھ سال قبل مارچ ۲۰۰۰ء میں بھی ملاقات ہوئی تھی۔ جامعہ دارالسلام (عمر آباد) کے فارغ التحصیل ہیں اور اب مرکز الدعوہ (مدینہ) میں داعی ہیں۔

یہاں یہ وضاحت کر دیں کہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی میری آمد کی اطلاع پا کر ریاض سے تشریف لائے اور مکہ مکرمہ سے جدہ اور مدینہ منورہ کا سفر میرے ساتھ کیا۔

اس پر میں ان کا نہایت شکر گزار ہوں۔ اٹھارہ انیس برس پہلے وہ لاہور تشریف لائے تھے۔ اس وقت میں ادارہ ثقافت اسلامیہ میں ریسرچ فیلو کی حیثیت سے تصنیفی خدمات سرانجام دیتا تھا اور اس کے

ماہنامے ''المعارف'' کا ایڈیٹر تھا۔ اس وقت بھی ڈاکٹر صاحب نے ازراہِ کرم مجھے یاد فرمایا تھا اور ادارہ ثقافت اسلامیہ میں اس فقیر سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب کے والد مکرم کا اسم گرامی مولانا عبدالجبار ہے اور ان کا آبائی وطن ہندوستان کے صوبہ یوپی کا ضلع الٰہ آباد ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے چند اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی ایک کمیٹی تشکیل دی ہے، جس کے مشورے سے ہر سال (اگست کے مہینے میں) کسی اہل علم کو (جسے وہ مناسب سمجھیں) عبدالجبار ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ ۲۰۰۷ء کے ایوارڈ کے لیے اس کمیٹی نے اس فقیر کو منتخب کیا تھا اور میں پہلا پاکستانی تھا، جسے اس کمیٹی کے قابل احترام ارکان یہ اعزاز دینا چاہتے تھے۔ ان حضرات نے مہمانِ خصوصی حافظ احمد شاکر، حماد شاکر اور فیصل آباد کے علی ارشد صاحب کو بنایا تھا۔ مجھے اور لائق تکریم مہمانانِ خصوصی کو اس کمیٹی کے ارکان نے بذریعہ خطوط ۱۴۔ اگست ۲۰۰۷ء کو الٰہ آباد آنے کی دعوت دی۔ مجھے خدشہ تھا کہ اس تاریخ کو ہمیں ہندوستان کا ویزہ نہیں ملے گا۔ اس کا اظہار میں نے بذریعہ فون ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی صاحب سے کیا تو انھوں نے فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں، ویزہ مل جائے گا۔ لیکن ہندوستان کے سفارت خانے نے ہمیں ویزہ دینے سے انکار کر دیا۔ ایوارڈ لینے والا کسی وجہ سے حاضر نہ بھی ہو سکے تو ایوارڈ دے ہی دیا جاتا ہے، چناں چہ اس فقیر کو ''عبدالجبار فریوائی ایوارڈ'' دیا گیا، جس پر میں ڈاکٹر صاحب اور کمیٹی کے معزز ارکان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کی علمی اور تصنیفی خدمات کا تفصیلی تذکرہ ان شاء اللہ زیر تصنیف کتاب ''گلستانِ حدیث'' میں کیا جائے گا۔ یہاں ان سے متعلق صرف اشاروں سے کام لیا گیا ہے اور سفر نامے میں اسی کی ضرورت تھی۔ [جاری ہے]

❀❀.....❀.....❀❀



ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور

نرخ نامہ اشتہارات فی اشاعت

①.....آخری صفحہ ٹائٹل	2400 روپے
②.....اندرون صفحہ ٹائٹل	1800 روپے
③.....فل صفحہ نیوز	1400 روپے
④.....نصف صفحہ نیوز	750 روپے
⑤.....چوتھائی صفحہ نیوز	400 روپے
⑥.....عام چھوٹے اشتہارات	300 روپے

❀.....''الاعتصام'' میں اشتہار لگوائیں اور اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

❀.....اشتہار خوش خط، مختصر اور معاوضہ ہمراہ ارسال کریں۔

❀.....مسلسل اشاعت (کم از کم 6 ماہ) 20 فی صد خصوصی رعایت۔

❀.....''الاعتصام'' سے تعاون آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔

رابطہ کے لیے

دفتر ہفت روزہ الاعتصام ۳۱ شیش محل روڈ، لاہور، فون: ۰۴۲-۷۳۵۴۴۰۶

علامہ محمد بن حسین انصاری الیمانی رحمہ اللہ

۱۲۷۳ھ ۱۳٤٤ھ

۱۸۵۷ء ۱۹۲٦ء

عبدالرشید عراقی

صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں:

الشیخ العام المحدث محمد بن حسین بن محسن بن محمد الانصاری الخزرجی السعدی الیمانی مکرم عالم محدم محمد بن حسین بن محسن بن انصاری الیمانی خزرجی، سعدی، یمانی مشہور دہلوی میں سے تھے۔

[نزهة الخواطر: ۳۸۸/۸]

ولادت اور تعلیم:

علامہ محمد بن حسین ۱۲۷۲ھ، ۱۸۵۷ء میں یمن کے شہر ''حدیدہ'' میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم علامہ حسین بن محسن الانصاری الیمانی سے حاصل کی۔ ۱۲۹۱ھ (مطابق ۱۸۷۴ء) میں اپنے والد کے ہمراہ بھوپال تشریف لائے۔ بھوپال میں آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے چچا علامہ زین العابدین سے کیا، اور ان سے فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ ان کے علاوہ دوسرے علوم یعنی صرف ونحو، منطق اور اصولِ فقہ کی کتابیں مولانا عبداللہ بلگرامی رحمہ اللہ جو بھوپال کے نائب قاضی تھے ان سے پڑھیں۔ مولانا یوسف علی سے بھی بعض علوم میں استفادہ کیا۔

حدیث کی تحصیل مولانا مفتی عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی بڈھانوی (م ۱۲۹۹ھ) سے کی اور ان کے علاوہ حدیث کی تعلیم مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری (م ۱۳۳۰ھ) سے بھی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وہاں کے جلیل القدر اساتذہ حدیث سے حدیث میں سند واجازت حاصل کی۔

[نزهة الخواطر: ۳۸۸/۸]

ہندوستان واپسی:

حرمین شریفین سے واپس آ کر کچھ عرصہ بھوپال میں قیام کیا اور اپنے والد محترم کے قائم کردہ مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ پھر دوبارہ حرمین شریفین تشریف لے گئے واپسی پر عمان اور شارقہ بھی گئے۔ ندوۃ العلماء میں حدیث اور عربی ادب پڑھانے پر مامور ہوئے۔

علامہ محمد بن حسین کچھ عرصہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے شیخ الحدیث بھی رہے۔ عربی ادب سے ان کو خاص تعلق تھا۔ شعروسخن سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ نے عربی میں کئی قصیدے لکھے۔ مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی لکھنوی رحمہ اللہ (م ۱۹۲۳ء) نے ان کے حالات میں ان کے قصائد درج کیے ہیں، جن کے عنوان یہ ہیں:

① قصیدہ ندوۃ العلماء (۲۳۔اشعار)

② ۱۳۳۴ھ مجلس ندوۃ العلماء میں کہے گئے اشعار (۱۳۔اشعار)

③ مدراس روانگی کے وقت کہے گئے اشعار ۱۳۳۵ھ (۱۸۔اشعار)

④ ناگپور روانگی کے وقت کہے گئے اشعار ۱۳۳۶ھ (۱۴۔اشعار)

⑤ مولانا عبدالعلی بن مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی کی پیدائش پر

مبارک باد (۲۱۔اشعار)

⑥.....سلام ومحبت (۱۲۔اشعار)

⑦.....حسن المثنی بن مولانا عبدالعلی کی پیدائش پر مبارک باد۔ (۶۔ اشعار) [نزهة الخواطر: ۳۸۹/۸۔ ۳۹۳]

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی نظر میں:

علامہ محمد بن حسین بن محسن کے بارے میں مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م ۱۹۹۹ء) لکھتے ہیں کہ

''۱۲۹۶ھ (مطابق ۱۸۷۹ء) علامہ شیخ حسین بن محسن الانصاری الیمانی بھوپال آئے اور وہیں رہ پڑے۔ شیخ حسین فن حدیث کے امام اور قدیم محدثین کی (جن کی قوت حفظ اور وسعت نظر کے واقعات قدیم تذکروں میں منقول اور اس دور کے لوگوں کے لیے سرمایہ استعجاب ہیں) کی زندہ یادگار اور بولتی چالتی تصویر تھے۔

شیخ حسین کے قیام نے بھوپال کو دارالحدیث اور شیراز ویمن کا ہمسر بنا دیا۔ تقریباً نصف صدی سے زائد موتی مسجد جو اس چھوٹے سے شہر میں جامع ازہر سے آنکھیں ملاتی تھی، قال قال رسول اللہ ﷺ کی صدا سے گونجتی رہی اور نہ صرف بھوپال بلکہ ہندوستان کی فضا کو اس نفخه عنبرین سے معطر ومنور کرتی رہی۔ ۱۳۲۷ھ میں امام حدیث نے دنیا سے رحلت کی۔ انتقال کے وقت ان کا اور ان کے بھائی قاضی زین العابدین کا ایک مستقل خاندان بھوپال میں آباد ہوگیا تھا۔ ان کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد بن حسین جو اپنی جوانی میں اپنے نامور باپ کے ساتھ یمن سے بھوپال منتقل ہوئے تھے عالم وفاضل اور صاحب درس وتصنیف بزرگ تھے۔ اصل موضوع اور طبعی ذوق ادب وشاعری کا تھا۔ فن عروض وقوالی پر محققانہ نظر رکھتے تھے۔ صاحب قلم ادیب اور قادر الکلام شاعر تھے۔ عرصہ دراز تک دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ادب عربی کے استاد اعلیٰ اور کچھ عرصہ شیخ الحدیث بھی رہے۔ ناچیز راقم سطور نے ان کی زیارت کی ہے۔''

[پرانے چراغ، ج:۱، ص:۲۱۰، ۲۱۱]

تصنیفات:

علامہ شیخ محمد بن حسین بن محسن صاحب تصانیف بھی تھے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

①.....الطرز المعرشی بفوائد الانشاء (عربی)

②.....المورد الصافی فی العروض والقوافی (عربی)

③.....النور الساطع المقتبس من محاسن البدر الطالع (عربی)

[نزهة الخواطر: ۸۹/۸، جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات، ص:۶۲۴، ۶۲۹، ۶۶۴]

وفات:

علامہ محمد بن حسین بن محسن نے یکم ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۲۔ جون ۱۹۲۶ء بھوپال میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے۔

انا لله وانا اليه راجعون .

جامع مسجد السلام

گلشن فیض مین گلی گیلانی کینال ویو ہیڈ نو بہار

ڈاکخانہ ممتاز آباد ملتان شہر

مسجد کا تعمیراتی مرحلہ اوّل مکمل ہو چکا ہے۔ نماز پنجگانہ، جمعۃ المبارک الحمدللہ جماعت کے ساتھ ہو رہی ہے۔ اب منزل ثانی برائے خواتین جمعہ اور امام کی رہائش تعمیر کرنی ہے۔

اصحاب خیر تعاون کریں۔

منتظم مسجد، محمد یاسین شاد

اکاؤنٹ نمبر 228 بینک آف پنجاب، ممتاز آباد۔ ملتان

موبائل نمبر: 0301-7578681

مرکز اسلام

جامعہ ابراہیمیہ نیو کیمپس نزد بوہڑ والا شیلر مین روڈ

کنگن پور ضلع قصور میں
ماہ رمضان کا الوداعی

خطبہ جمعۃ المبارک

بعنوان

شان قرآن مجید و لیلۃ القدر

بڑی آب و تاب کے ساتھ

ساڑھے 12 بجے ارشاد فرمائیں گے

ان شاء اللہ

خطیب پاکستان، فاضل نکتہ دان

مرکزی جمعیت اہلحدیث

پاکستان کے بیباک ترجمان

ان شاءاللہ

ایم اے اسلامیات

بہاولپور یونیورسٹی

ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی

پروفیسر علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری

محبوب عوام

الحاج

هوالمسک اذا کرر ته یتضوع

شہر آفاق تصنیف لطیف

مسک المدینہ (مدینے پاک کی خوشبو)

کے بعد اب تازہ تصنیف کنز مکہ (مکہ شریف کا خزانہ)

منصہ شہود پر ہے جو کہ مکتبہ خورشیدیہ اردو بازار

لاہور سے دستیاب ہے۔

عوامی جلسوں اور آپ کے خطبات کی

آڈیو ویڈیو کیسٹیں، سی ڈیز یزدانی کیسٹ ہاؤس

چوک الہ آباد ضلع قصور سے ملتی ہیں

زیر نگرانی: حبیب الرحمن، عبدالقادر، مولانا ماسٹر عنایت اللہ

نوٹ: مستورات کے لئے پردے کا انتظام ہوگا۔ خطبہ ریکارڈ کرنے کیلئے ٹیپ ہمراہ لائیں

عطر بیز، بلاغت آمیز، ایمان افروز، دلربا، دلنواز، عنبر بار

براہین سے مزین، مقفع، مسجع، مرصع، تلاطم

پیدا کر دینے والی گردانیں

خطبہ عید الفطر

میدان تبلیغ

میں 35 سال، جہد مسلسل

چٹانی ارادے، پختہ عزم

لعل و جواہر لئے ہوئے آج بھی

اسٹیج کی زینت

0300-6596434-049-4821034

0300-4421651

پروفیسر خادم قصوری

شہر کے باہر جامعہ ھذا میں ارشاد فرمائیں گے

تعلیم و تدریس کا آغاز 15 شوال سے شروع ہو گا

صاحبزادہ (مولانا) محمد اسحاق خادم قصوری

ایم اے اردو، بی ایڈ

ایم اے اسلامیات پنجاب یونیورسٹی

ناظم اعلیٰ جامعہ ابراہیمیہ نیو کیمپس

نزد بوہڑ والا شیلر مین روڈ کنگن پور ضلع قصور (پنجاب)

0300-4110656 042-8580020 حاجی حبیب الرحمن 7931909 7911977 0301 4437957

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشاعتِ دین کا عظیم مرکز

ادارہ تبلیغ اسلام

جام پور

تعاون کی خصوصی اپیل

تعارف

ادارہ ہذا ملک بھر میں منفرد ادارہ ہے جس کی طرف سے بڑے پیمانے پر دینی لٹریچر چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ مختلف مسائل پر ۳۳۷ سلسلہ ہائے تبلیغ شائع کر کے لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ دیگر اداروں سے حاصل کر کے تقسیم کیا گیا لٹریچر اس کے علاوہ ہے موجودہ دور میں دینی و اصلاحی لٹریچر کی اشاعت اور مفت تقسیم صدقہ جاریہ و عظیم جہاد ہے راہ حق سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ ہدایت پر لانے کیلئے تبلیغ کا یہ موثر ذریعہ ہے۔

تبلیغی پروگرام

ادارہ کی زیر سرپرستی جام پور میں عظیم الشان سالانہ اہلحدیث کانفرنس ہر سال باقاعدگی سے منعقد کی جاتی ہے جس میں ملک کے معروف علماء کرام تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے عوام کو مستفید فرماتے ہیں دور و نزدیک ہزاروں لوگ کانفرنس میں شرکت کرتے ہیں مبلغین کے اخراجات بھی ادارہ برداشت کرتا ہے۔

جامعہ محمدیہ

ادارہ ہذا کے زیر اہتمام علاقہ کی مصروف درسگاہ جامعہ محمدیہ اہلحدیث بھی قائم ہے جس میں زیر تعلیم یافتہ اقامتی و مقامی طلباء کے تمام تعلیمی اخراجات ادارہ برداشت کرتا ہے اقامتی طلباء کے طعام، علاج، کپڑے و ماہانہ وظائف کا بھی انتظام ادارہ کی طرف سے کیا جاتا ہے طالبات کیلئے دینی تعلیم کا الگ معقول انتظام ہے۔

غریب فنڈ

ادارہ کے زیر اہتمام غریب فنڈ بھی قائم ہے جس میں وصول شدہ عطیات سے نادار اور غریب طلباء و عوام کی مالی اعانت کی جاتی ہے غریب اور مستحق مریضوں کے علاج معالجہ کیلئے بھی تعاون کیا جاتا ہے۔

خصوصی اپیل

کمر توڑ مہنگائی کے موجودہ دور میں دین کی اشاعت و فروغ تعلیم اسلام کا مشن جاری رکھنا کس قدر مشکل کام ہے احباب کو اس کا اچھی طرح ادراک ہے۔ تمام مخیر و صاحب ثروت احباب سے پرزور اپیل ہے کہ رمضان المبارک میں خصوصی طور پر اور دیگر ایام میں زکوٰۃ، عشر، فطرانہ و دیگر عطیات مد سے ادارہ کی مالی سرپرستی فرمائیں تاکہ دین حقہ کی اشاعت کا یہ کام یکسوئی کے ساتھ جاری رکھا جا سکے یقیناً آپ کا یہ تعاون صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔

بذریعہ بینک: اکاؤنٹ نمبر 1107-00166008-3، حبیب بینک آف جام پور، بنام ادارہ تبلیغ اسلام جام پور

ناشر: محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام اہلحدیث جام پور ضلع راجن پور پاکستان
0604-567218
0333-8556473

تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

شریعت اسلامیہ کے محاسن (حصہ اوّل)

مرتب: شیخ عمر فاروق

ضخامت: ۴۸۰ صفحات

قیمت: فی سبیل اللہ تقسیم

ناشر: جامعہ تدبر القرآن، ۱۵۔بی وحدت کالونی لاہور۔

فون: 042-7585960

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

شیخ عمر فاروق حفظہ اللہ ایک معلم و لیکچرار اور استاذ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات پر مبنی مضامین لکھنے کا ذوق انھیں ایک عرصے سے ہے۔ محض شوق ہی شوق میں انھوں نے اسلامی جرائد ورسائل میں بہت کچھ لکھا، پھر ان لکھے گئے مضامین کو اسی ذوق سے اکٹھا کیا اور شائع کر کے عامۃ المسلمین کے مصلح افراد، درسِ قرآن ارشاد فرمانے والے حضرات وخواتین اور اساتذہ کے لیے ان مضامین کو پیش فرما کر مفت خدمت انجام دینا شروع کر دی۔ انھوں نے اب تک اپنے مجموعوں کو ہزاروں کی تعداد میں چھپوایا ہے اور بڑی ذمہ داری سمجھتے ہوئے مفت تقسیم کیا ہے۔

زیرِنظر کتاب بھی بڑے خوب صورت پیرائے میں ان کے قلم گوہر بار سے لکھے گئے مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس میں بڑے عمدہ عناوین کے تحت انھوں نے بامحاورہ اردو اور آسان زبان میں لکھا ہے۔ نماز، روزہ، جود وسخا، حج، زکوٰۃ، جہاد، صدقہ وخیرات اور اسلامی نظامِ عدل جیسے موضوع زینت کتاب ہیں۔ یہ کتاب حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ صرف درسِ قرآن دینے والے خطیب یا پروفیسر یا استاذ حضرات اسے حاصل کر سکتے ہیں اور دستی لے سکتے ہیں۔ موصوف کسی آدمی کو کسی دوسرے بھائی کے لیے کتاب نہیں دیتے۔ اس لیے خود تشریف لے جائیں اور علمی تحفہ حاصل کر لیں۔ فون پر رابطہ ضروری ہے۔

اللہ کریم شیخ صاحب کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور ان کی حسنات قبول فرمائے، آمین۔

زاد الخطیب

مؤلف: ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق زاہد

ضخامت: ۵۵۲ صفحات

قیمت: درج نہیں ہے

ناشر: جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی، کویت

بہ اہتمام: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی، کویت میں سلفی فکر ونظر اور منہج نبوی ﷺ کی اشاعت کا ایک بہترین ادارہ ہے۔ اس کی دینی خدمات دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ مبلغین وخطبائے کرام کی ایک بڑی تعداد اس ادارے کے نظم کے تحت دنیا بھر میں خدمات انجام دے رہی ہے۔ مساجد کی تعمیر اور اہل حدیث وسلفی فکر کے بزرگ علمائے کرام کے علاوہ یتامی ومساکین کی خدمت کے لیے بھی یہ ادارہ پیش پیش رہتا ہے۔ علماء وخطباء کے خطباتِ جمعہ ودروس کی بہتر ادائیگی کے لیے اس ادارے نے زیرتبصرہ کتاب ''زاد الخطیب'' طبع کروائی ہے۔

مؤلف کتاب ہذا جناب ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق زاہد نے بڑی محنت وجستجو سے یہ مجموعۂ خطبات تالیف فرمایا ہے۔ اس مجموعے میں سال بھر کی مناسبت سے اور اہم مواقع کے تحت خطبات جمع کیے گئے ہیں۔ مؤلف موصوف اسلامیہ یونی ورسٹی مدینہ منورہ کے فاضل ہی نہیں بلکہ

کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی بھی ہیں۔

اس مجموعہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ خطیب کے لیے قرآن وحدیث کی اصل روح اور اسلام کی ابدی تعلیمات کو ہی پیش کیا گیا ہے۔ بعض خطباء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جمعہ کے خطبات کی تیاری نہیں کرتے بلکہ محض قصے اور کہانیاں بیان کرکے وقت پورا کرکے نمازیوں کو جمعہ کی ادائیگی کروا کے چلے جاتے ہیں۔ اسلام میں جمعۃ المبارک کی بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ سب دنوں کا سردار جمعۃ المبارک کا دن قرار دیا گیا ہے۔ عام دنوں میں مسلمان ظہر کی نماز قائم کرتے ہیں جب کہ جمعۃ المبارک کے دن ظہر کی بجائے نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں۔ اس دن خطیب، جمعہ کا خطبہ اور بجائے چار رکعتوں کے دوگانہ نماز جمعہ پڑھاتا ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن کی فضیلت بہت زیادہ ہے پورے ہفتے کے بعد خطبائے عظام اپنے خطبے تیاری کرکے پیش فرمائیں تو ایک بڑی تعداد اسلام کی واضح تعلیمات سے روشناس ہی نہیں بلکہ اپنے اوپر یہ تعلیمات نافذ کرسکتے ہیں۔ گفتار وکردار کے لحاظ سے بھی خطیب کی زبان اثر رکھنے میں ممد ومعاون ہوسکتی ہے۔

جناب شارع علیہ السلام بڑے فصیح وبلیغ خطیب تھے، بلکہ خطیب الانبیاء اور اخطب الخطباء تھے۔ ہمارے خطیب حضرات اگر خالصتاً منہج نبوی ﷺ کو ہی اپنے خطبات میں بیان فرمایا کریں اور اس کے ساتھ ساتھ موضوع وضعیف احادیث وواقعات کو بیان نہ کیا کریں تو یقیناً محبت نبی ﷺ اور اطاعت الٰہی سے سرشاری ہوسکتی ہے۔ بامقصد گفتگو اور موقع شناس خطیب ہی آج اصل قیادت کا حق دار ہوسکتا ہے۔ منبر رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہمارے خطباء حضرات اس منبر کی قدر شناسی سے ہم کنار ہوں تاکہ امت محمدیہ ﷺ کی رہنمائی انھوں نے فرمانی ہے اور امت محمدیہ ﷺ کے عقائد واعمال کو صحیح کرنے کا باعث بننا ہے۔

ایک قادر الکلام خطیب اور خطبہ دینے کے فن سے آشنا ہی ایک مختصر سے وقت میں ہزاروں افراد تک اپنی گفتار کو پہنچا سکتا ہے اور صحیح نظریات وعقائد کی ترجمانی کرکے خطبے کے ذریعے بہترین تبلیغ کرسکتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ ایک شعلہ نوا مقرر بمقابلہ ایک سست رفتار مقرر کے پیاسوں کی پیاس، خشک ہواؤں کا رخ بدل کر تر ہوائیں چلا دیتا، معاشرے میں ہلچل مچا کر اپنے ارادے وخواہش کے مطابق ردّعمل پیدا کرسکتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب یا مجموعہ دعاۃ اسلام کے لیے ایک علمی تحفہ سے کم نہیں۔ سلف صالحین کے منہج مبارک کے مطابق ذخیرہ فراہم کرنا بھی ایک جان جوکھوں کا کام تھا۔ گو یہ عظیم کام جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کے کارپردازان کی دلچسپی اور اس کے ذیلی ادارے لجنۃ القارۃ الہندیہ کے کرتا دھرتا فضیلۃ الشیخ جناب طارق العیسیٰ حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ جناب خالد فلاح المطیری حفظہ اللہ اور محترم جناب عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ کے تعاون سے اشاعت پذیر ہوا ہے۔

اس مجموعے کی کمپیوٹر کمپوزنگ کروائی گئی ہے۔ کاغذ بڑا عمدہ ونفیس استعمال ہوا ہے اور مضبوط جلد ہے۔

مفتی مسلک اہل حدیث پاکستان جناب شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ خان المدنی، جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب خطیب فیصل مسجد اسلام آباد، شیخ الحدیث حافظ عبدالستار الحماد، مفسر قرآن جناب حافظ صلاح الدین یوسف حفظہم اللہ تعالیٰ کی تقاریظ اور پر مغز علمی معلومات سے اس کتاب کی زینت دوبالا ہوگئی ہے۔

کتاب ملنے کے پتے درج ذیل ہیں:

①..... جمعیۃ المناہل الخیریہ نزد جامع مسجد اتحاد المسلمین گل روڈ گوجراں والا۔

②.....رانا طاہر محمود لاہور۔ فون: 0333-4237720

②.....موسسۃ الفرقان الخیریہ، پشاور وغیرہ۔

دعا ہے اللہ کریم مؤلف وناشر اور معاونین کی محنت قبول فرمائے اور زاد الخطیب کو علمی پیاس بجھانے والوں کے لیے مفید فرمائے، آمین یارب العالمین۔

40 روز قرآن وسنت کے ساتھ

مرتب: حافظ عبدالوحید

ضخامت: ۹۶ صفحات

تاریخ اشاعت: ۱۴۔ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ (۱۰ جون ۲۰۰۸ء)
ناشر: دارالفلاح
مقامِ اشاعت: قرآن ہاؤس جیل روڈ گلبرگ ۵ لاہور۔
فون: 042-5871975 / 8595655

اسلام کا پہلا حکم ﴿ اقرأ باسم ربك ﴾ نازل ہوا، اس کے ساتھ علم واہل علم کو اللہ کریم نے ایسی عزت بخشی کہ آج تک اسی کی روشنی میں دنیائے انسانیت بالعموم اور مسلمانان عالم بالخصوص قرآنی تعلیمات میں ایسے منہمک ہوگئے کہ ہر آنے والے دور میں فرمانِ باری تعالیٰ کی تفہیم وتعلیم کے نئے سے نئے اور آسان تر اسلوب سامنے آنے لگے تاکہ اللہ کے بندوں تک اس کے پیغام کو کماحقہ پہنچایا اور سمجھایا جاسکے۔

ہر دور اور علاقے کی اپنی ضروریات ہوتی ہیں، ایک وقت تھا کہ قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس کا سلسلہ صرف ان مدارس تک تھا جہاں طلباء کم از کم آٹھ دس سال کا طویل عرصہ علم حاصل کرتے اور ان تعلیمات کو حرزِ جاں بناتے، اس طرح معاشرے میں ایک معین تعداد خاص طبقہ میں پائی جاتی تھی۔ کچھ عرصہ پیشتر مسلک اہل حدیث کے علماء نے اپنی مساجد میں سب سے پہلے صبح نماز فجر کے بعد دروس قرآن کا سلسلہ شروع کیا، اس سے وہ لوگ جو طویل عرصہ تک قرآن وسنت اور ان کے معاون علوم کے لیے وقت نہ نکال سکتے تھے انھوں نے بھرپور فائدہ حاصل کیا۔ اس تجربہ کے بعد پھر ایک قدم اٹھایا گیا کہ مسجد اور مدرسہ کے علاوہ کاروباری مراکز اور مصروفیت کے اوقات میں ان کے قریب ہی معمولی وقت میں باقاعدہ صبح شام کی کلاسز کا آغاز کیا گیا۔

ایسے اداروں میں ایک نام ''دارالفلاح'' ہے۔ اس ادارے کی نگرانی میں لاہور کے مختلف علاقوں میں ۴۰ روزہ کلاسز جاری ہیں۔ دارالفلاح کے مدیر حافظ عبدالوحید حفظہ اللہ نے ان کلاسز میں پڑھانے کے لیے زیر تبصرہ نصاب مرتب کیا۔ اس میں تین اسباق رکھے: (۱) گرائمر، (۲) ارکانِ اسلام، (۳) سیرت النبی ﷺ۔ گرائمر کے سبق میں قرآنِ مجید کے بعض ضروری اور ہمیشہ پیش آنے والے صیغہ اور الفاظ کی پہچان کروائی گئی مثلاً فعل ماضی، مضارع، اسم ضمیر، اسم اشارہ وغیرہ۔ دوسرے سبق میں پانچ بنیادی ارکان یعنی توحید ورسالت کا اقرار اور شرک سے اجتناب، اسی طرح اقامت نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی، حج اور پھر رمضان کے تقاضے، اس میں فرضیت اور مسائل بیان کیے ہیں۔ پھر تیسرے اور آخری سبق میں سیرت النبی ﷺ میں سے اخلاق وتعلیمات کو منتخب کیا تاکہ آپ ﷺ کی زندگی کو بطور سبق پڑھا جائے، اس لیے بھی کہ طلباء عربی زبان اور پھر اسلام کے بنیادی ارکان سیکھ کر آخرت کا معاملہ کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور پھر دنیوی اور اخروی زندگی کو خوبصورت بنانے کے لیے آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنا کر کامیابی یقینی بناسکیں۔

سبق کے شروع میں من الکتاب کے عنوان سے پہلے قرآنی آیات پھر من السنہ کے عنوان سے احادیث ذکر کی ہیں۔ پھر ہر سبق کے آخر میں مشق اور یادداشت کے لیے کچھ جگہ رکھی ہے۔ اسی طرح دوسرے سبق ارکان اسلام میں مشق کے بعد اس سبق کو خلاصۃً مسائل کی صورت لکھا گیا ہے۔

اس طرح ۲۲ اسباق ۴۰ روز کے چند گھنٹوں میں مکمل کروائے جاتے ہیں، اس کے عملی نتائج بھی سامنے آنے لگے ہیں کہ نوجوان نسل اس چھوٹے سے کورس کے نتیجہ میں اسلام کو عملاً اپنانے لگی ہے، کئی ایک نے یہاں سے سیکھ کر اپنے اپنے حلقوں میں اپنی گنجائش کے مطابق اس کام کا آغاز کردیا ہے۔ سو اس طرح ایک سے دو اور پھر کئی چراغ جلنے لگے ہیں اللہ تعالیٰ امت کو ان کی روشنی عطا فرمائے اور عوام الناس کے دین کی طرف پلٹنے کا ذریعہ بنائے، آمین۔

اگر یہ مجموعہ نصاب صاحب ذوق احباب اپنی چھوٹی چھوٹی مجلسوں میں بطور سبق کے رکھ لیں تو ان شاء اللہ اس کا فائدہ ہر خاص وعام حاصل کرسکتا ہے۔

محترم حافظ صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں جنھوں نے ان چند صفحات میں مسلمان کے لیے بنیادی اور نہایت اہم باتوں کو جمع کردیا ہے، اللہ تعالیٰ مرتب ناشر اور اس سلسلہ میں معاونین کی دنیا وآخرت میں عزت افزائی کرے، آمین ثم آمین۔

❀❀.....❀.....❀❀

کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ جدید ایڈیشن

طبع ہو کر بازار میں دستیاب ہے

اِبْقَاءُ الْمِنَنِ بِاِلْقَاءِ الْمِحَنِ

یعنی

خود نوشت سوانح حیات

نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ

(۱۸۳۲ء —— ۱۸۹۰ء)

تسہیل

مولانا محمد سلیم خالد

رفیق، ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

تنقیح و نظر ثانی

قاری نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ

رفیق، دار الدعوۃ السلفیہ، لاہور

ناشر:

دار الدعوۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

042-735 4406

ملنے کا پتا

دار الکتب السلفیہ

شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

042-723 7184

اطلاعات واعلانات

ضرورتِ قاری:

مدرسہ دارالسلام ڈھولن ہٹھاڑ تحصیل وضلع قصور کے شعبہ حفظ کے لیے ایک مستند، پختہ منزل، سلفی العقیدہ، شادی شدہ قاری کی ضرورت ہے۔ ۲۵/ رمضان المبارک کو بالمشافہ ملاقات کے لیے مدرسہ میں تشریف لائیں۔ کرایہ وغیرہ نہیں دیا جائے گا۔ پانچ سالہ پڑھانے کا تجربہ رکھنے والے کو ترجیح ہوگی۔

[حافظ مشتاق احمد، ناظم مدرسہ دارالسلام، ڈھولن ہٹھاڑ تحصیل وضلع قصور۔ موبائل نمبر:0300-6570889]

ڈاکٹر خالد ظفر اللہ کو صدمہ:

مولانا عطاء اللہ شہید رحمہ اللہ (بھینی سدھواں ضلع امرتسر) کے بیٹے اور ڈاکٹر خالد ظفر اللہ صاحب (پرنسپل گورنمنٹ کالج سمندری) کے چچا، حافظ محمد سلیمان بی ایڈ، طویل علالت کے بعد فیصل آباد میں ۲۹/ اگست ۲۰۰۸ء کو وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نہایت ذکی وفطین انسان تھے اور انھوں نے درسِ نظامی کی تکمیل ۱۹۴۱ء میں کی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد وہ محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے اور اعلیٰ عہدوں پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے دو کتابیں ''درود وسلام'' اور ''توحید پر ایمان شرک سے بیزاری'' تصنیف کیں جو شائع شدہ ہیں۔ ۲۹/ اگست کی رات عشاء کے بعد ڈاکٹر خالد ظفر اللہ صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز چک نمبر ۴۶۳ سمندری میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ قارئین مرحوم کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ [محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد]

مدرسہ دارالسلام المسجد الربانی حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ):

مدرسہ دارالسلام المسجد الربانی حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) میں اس وقت شعبہ تعلیم البنات اور حفظ القرآن برائے طلباء داخلے جاری ہیں۔ شعبۃ البنات میں وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ اور آئندہ شعبہ کتب برائے طلباء بھی زیرغور ہے۔ احباب کے تعاون کی ضرورت ہے یہ یاد رہے کہ مدرسہ ہذا کا کوئی سفیر نہیں ہے۔ محض توکلاعلی اللہ کام جاری ہے۔ بیرونِ جات کے احباب جماعت سے التماس ہے کہ وہ اپنا تعاون بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ حجرہ شاہ مقیم کی دینی اور مذہبی حالت آپ سے چھپی ہوئی نہیں ہے شرک وبدعت کا مرکز ہونے کے لحاظ سے آپ کی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ تمام خط وکتابت بنام مہتمم مدرسہ ہونی چاہیے۔

نیز مدرسہ ہذا میں ۲۸/ اگست ۲۰۰۸ء سے سالانہ تعطیلات ہوچکی ہیں اور آئندہ داخلہ رمضان المبارک کے فوراً بعد شروع ہوجائے گا۔ اپنی بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے رجوع فرمایئے۔ بچیوں کا پرائمری پاس ہونا ضروری ہے۔

[(مولانا) ابراہیم خلیل، مہتمم مدرسہ دارالسلام المسجد الربانی حجرہ شاہ مقیم چونیاں روڈ، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ]

فضائل ومسائل رمضان المبارک:

مولانا عبدالعزیز راشد خطیب فیصل آباد ونائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب نے ایک کتابچہ ''رمضان المبارک کے فضائل ومسائل'' مرتب فرمایا ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ، عمدہ ونفیس کاغذ ہے۔ قیمت درج نہیں۔ صفحات ۳۱ ہیں۔ حاصل کرنے کے لیے ادارہ منہاج السنۃ المحمدیہ نثار کالونی فیصل آباد کے پتے پر رابطہ کریں۔

[پروفیسر عتیق الرحمٰن عزیز]

ضرورت ہے:

مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات وسن پورہ لاہور میں ایک خاتون لائبریرین کی ضرورت ہے جو لائبریری کے نظم اور کیٹ لاگ کا کام بخوبی کرسکے۔ خواہش مند کا کم ازکم ایف اے مع لائبریری میں ڈپلومہ کی حامل ہونا ضروری ہے۔ دینی ذوق، شرعی چال ڈھال اور اسلامیات وعربی کی واقفیت کو ترجیح دی جائے گی۔ رہائش، کھانا کی

سہولت حاصل ہوگی۔ مشاہرہ قابل گفت وشنید ہے۔

برائے رابطہ: مدیر مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات، گلی نمبر۲۰، راجپوت روڈ، (ناخدا چوک) وسن پورہ لاہور۔

فون: 042-6278550 / 7280723 / 0321-4773776

دارالحدیث اوکاڑا میں تقریب بخاری شریف:

حسب روایت بخاری شریف کی آخری حدیث کے درس پر ۱۱راگست بروز سوموار تقریب بخاری کا انعقاد کیا گیا۔

مولانا قاری محمد حنیف ربانی صاحب اور مولانا حافظ محمد یوسف پسروری صاحب نے خطاب فرمایا اور مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے فاضلانہ درس حدیث ارشاد فرمایا۔ اور اپنے دست مبارک سے فارغ ہونے والے علماء اور سالانہ امتحان میں پوزیشن لینے والے طلبا کو انعامات مع کتب تقسیم کیں۔ نیز محترم میاں محمد جمیل صاحب نے فارغ ہونے والے علماء کو فہم القرآن اور فہم الحدیث ودیگر کتب بھی دیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء [عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث ساہیوال روڈ اوکاڑا۔ فون: 0302-4403173 / 044-2521460]

عظمت قرآن کانفرنس:

مرکزی جامع مسجد طیبہ اہل حدیث جیون پورہ کلاں شیخوپورہ میں عظمت قرآن کانفرنس ۱۴ر رمضان المبارک کو منعقد ہورہی ہے۔ حاجی منیر احمد ٹھیکیدار صدارت کریں گے۔ مقررین میں مولانا عبدالباسط شیخوپوری، مولانا عبدالعزیز راشد ودیگر خطاب کریں گے۔

[قاری محمد یٰسین یزدانی وانتظامیہ]

ضرورتِ رشتہ:

ہمارے پاس عالمہ، فاضل عربی (بی اے، بی ایڈ) اے۔ ٹی، ٹی سی کورسز کی سند یافتہ ۲۵ سالہ آرائیں فیملی کی خوب صورت دوشیزہ اور سید کاظمی فیملی کا خوبرو ۲۵ سالہ ایم، بی، اے پاس پرائیویٹ سروس ماہانہ آمدنی اٹھارہ ہزار روپیہ تقریباً کے لیے ہم پلہ رشتہ مطلوب ہے۔ دیگر برادریوں کے رشتے بھی موجود ہیں۔ خواہش مند والدین صبح ۸ بجے تا ۱۲ بجے یا مغرب تا عشاء رابطہ کریں۔

[حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی، کوٹ رادھا کشن قصور

فون: 0301-4481583]

فریوائی اکادمی، الٰہ آباد کا عبدالجبار فریوائی ایوارڈ

لال گوپال گنج الٰہ آباد میں جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ کی زیرنگرانی چلنے والے سہ روزہ علمی سیمینار میں ۴ر اگست کو فریوائی اکادمی، پریوانا رائن پور، الٰہ آباد نے ۲۰۰۷ء اور ۲۰۰۸ء کے لیے عبدالجبار خاں فریوائی ایوارڈ برائے خدمت علوم اسلامیہ کا اعلان کیا۔ ۲۰۰۷ء کا ایوارڈ برصغیر کے مشہور عالم ومؤرخ کثیر التصانیف بزرگ مجاہد آزادی محمد اسحاق بھٹی کو دیا گیا اور ۲۰۰۸ء کا انعام محترم جناب ڈاکٹر محمد سلیمان بہاء الدین (مقیم برطانیا) کو دیا گیا۔ موصوف نے تاریخ اہل حدیث ہند، اور تاریخ تحریک ختم نبوت پر بیش بہا ضخیم کام کیا۔ دونوں کتابوں کی کئی جلدیں دہلی سے مرکزی جمعیت اہل حدیث سے شائع ہوچکی ہیں۔ ان شخصیات کی غیر موجودگی کی وجہ سے دونوں توصیفی اسناد کو مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے وصول کیا۔

اس مناسبت سے صدر فریوائی ایوارڈ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار فریوائی نے خطاب فرمایا اور عبدالجبار فریوائی ایوارڈ کے حوالے سے علاقہ میں اپنے والد کی علمی ودینی خدمات اور ایوارڈ کے پس منظر کو مختصراً بیان کیا اور یہ کہ علماء ومشائخ کی تکریم ایک بہت اہم اور معاشرتی کام ہے جس میں علماء وطلباء کے لیے عبرت ونصیحت کے پہلو ہیں۔

مشہور مؤرخ اور سیرت نگار فاضل ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے اس موقع پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے اس اقدام کی تحسین فرمائی، اور اس کی اہمیت واضح فرمائی، مولانا اصغر لی امام مہدی نے ایوارڈ یافتہ دونوں علماء کی علمی ودینی خدمات کا تعارف کرایا، اور سبھوں نے ان ایوارڈ کو حق بحق رسید کا مستحق جانا۔ [محمد فاروق سلفی، سیکریٹری فریوائی اکیڈمی، دہلی]

اندرون از طعام خالی دار تابینی

نورِ معرفت

رُوحِ رمضان یہ ہے کہ روزہ دار اپنے اندرون (شکم) کو خالی رکھے تاکہ فکر و نظر اور قلب و ضمیر اللہ تعالیٰ کی پہچان کے نور سے مُنوّر رہیں۔ تکثیرِ عبادت کے لیے تقلیلِ غذا ضروری ہے۔ اس سے روحانی صحت حاصل ہوتی ہے اور جسمانی صحت بھی۔ بلندیٔ فکر یہ ہے کہ ماہِ برکات و مقدّس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد پر توجہ رہے۔ اپنی ذات کی نفی سے خدمت کا اعلا مرتبہ و مقام حاصل ہو جاتا ہے اور پھر درجاتِ انسانی معراج پاتے ہیں۔



ایلوویرا اور منتخب نباتات کا صحت افزا مرکب

مدینۃ الحکمہ کے باغِ ہمدرد میں کاشت کردہ نباتات سے تیار شدہ "تن سُکھ" صحت اور توانائی کا ایک لطیف ذریعہ ہے۔

افطار: پانچ چھوٹے چمچے برابر تن سُکھ پانی میں ملا کر افطار کیجیے۔ خوش ذائقہ اور لطیف تن سُکھ ایک بہترین افطاری ہے۔

سحر: پانچ چھوٹے چمچے برابر تن سُکھ دودھ یا پانی میں ملا کر نوشِ جاں کیجیے۔

تن سُکھ

توانائی کا ایک لطیف ذریعہ

ہمدرد

ہمدرد نے عالمی مشروب رُوح افزا اور تن سُکھ بنایا

حق تعالیٰ جَلّ شانہٗ پاکستان کو مستحکم و دائم فرمائیں۔ عظمتیں اور رفعتیں عطا فرمائیں۔

آپ کا ہمدرد ــــ ملک و ملّت کا ہمدرد ــــ پاکستان کا ہمدرد

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

مدینۃ الحکمہ

تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔
جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔
اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔